رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۸۲۱

فاللہ خیر حافظاً وھو ارحم الراحمین

# الحافظ

## شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور کا ماہوار علمی رسالہ

زیر حمایت

سرکار حجۃ الاسلام علامہ حائری مجتہد پنجاب

مد ظلہم العالی

مدیر

حکیم شیخ بہادر حسین

# مذہب حنفیہ شیعہ کے لئے چند قابل قدر اور مفید کتابیں

**حقیقت مذہب حنفیہ بجواب حقیقت مذہب شیعہ**
(مؤلفہ حاجی و ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر جھنگ سیالوی سابق حنفی سُنی) حال ہی میں ملا نظام الدین ملتانی ثم وزیر آبادی نے ایک رسالہ حقیقت مذہب شیعہ شایع کیا۔ اس میں سراسر جھوٹ۔ کذب۔ بہتان۔ افترا کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ چونکہ اس رسالہ سے مسلمانوں میں مذہب شیعہ کی نسبت نفرت و حقارت پیدا ہونیکا اندیشہ تھا۔ اس لئے جناب صابر صاحب نے اس کا دندان شکن جواب لکھا۔ اور مخالف کے رگ و ریشہ کو کاٹ دیا۔ کہ قیامت تک سر اٹھانیکی ملاں صاحب کو طاقت نہ رہے گی۔ اسمیں مذہب حنفی سُنی۔ اہلحدیث کی حقیقت اور اصلی فوٹو دکھایا گیا ہے اور فقہ حنفیہ کے مسائل کے اسرار کو طشت از بام کیا گیا ہے اور حقانیت مذہب شیعہ کو قرآن شریف و دیگر کتب معتبرہ اہلسنت سے روز روشن کیطرح روشن کیا گیا ہے مذہب شیعہ اور مذہب حنفی اس طرح مقابلہ کیا گیا ہے کہ ہر ایک محقق و مبصر اور منصف مزاج مسلمان عش عش کر اٹھیگا۔ اور حنفی شخصی تقلید کی زنجیروں کو توڑ کر فوراً کشتئے نوح آل سیدنا محمد صلعم پر سوار ہو جائیگا۔ اور متمسک الثقلین ہو کر صراط مستقیم حاصل کریگا۔ کتاب قابل دید ہے۔ ۸ ؍

**انوار القرآن** } مؤلفہ حاجی و ڈاکٹر نور حسین صاحب صابر اس رسالہ میں روئیداد مباحثہ جھنگ شیعوں کا ایمان فضائل قرآن عقائد علمائے کرام شیعہ فیصلہ قرآنی جو اعتراضات انجمن صدیقی مذہب سُنی اور شان قرآن اعتراضات ملا ملتانی مصحف علی علیہ السلام کے جوابات کتاب سُنت و اقوال آئمہ معصومین سے دیا گیا ہے۔ اور ثابت کیا کیا گیا ہے کہ موجودہ قرآن شریف مذہب شیعہ میں منزل من اللہ غیر محرف اور قابل سند اور واجب العمل ہے۔ اور شیعوں کے ایمان بالقرآن پر کافی روشنی ڈالیگئی ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ ان کا موجودہ قرآن پر نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے یہ رسالہ مومنین کیلئے ضیئے چشم حرز جان اور مخالفین کیلئے رہبر کامل قیمت فی جلد ۱۰ ؍

**فلسفۃ الاسلام** } مصنفہ اعلیحضرت رئیس الشیعہ مدار الشریعہ حجۃ الاسلام نائب امام صدر المفسرین جناب علامہ السید علی الحائری صاحب مجتہد العصر والزمان مدظلہ العالی جسمیں نبوت رسالت اور اسلام کی جملہ مسائل متعلقہ کا مکمل فلسفہ اور اسکے ہر ہر مسئلہ کی گوناگوں خوبیوں کو ایسا مدلل بیان کیا ہے کہ سلیم العقل ایک بار نہ ملاحظہ کرنیکے بعد اسلام تسلیم کئے بغیر چین نہیں لے سکتا۔ جو ہماری ناچیز کوششوں سے حسن اہتمام تک پہنچا ہے محققین اور علمائے ذوی سعت طبیعت سے امید کامل ہے کہ اس جوہر بے بہا کی خریداری میں تاخیر نہ فرمائیں بقطع $\frac{۲۲×۲۰}{۸}$ کی ۱۸۰ صفحات سفید اعلیٰ کاغذ پر یہ کتاب طبع ہوئی ہے لکھائی چھپائی بھی نہایت عمدہ ہے۔ باوجود ان تمام محاسن اور خوبیوں قیمت بھی بہت کم کیگئی ہے۔ تاکہ ہر فرد و لبشر اس کو خرید سکے۔ اور فائدہ اٹھا سکے۔ قیمت صرف ۱۲ ؍

**نماز اثنا عشری با ترجمہ مع اصول دین** } اسمیں تمام واجب نمازوں کے مفصل احکام۔ اصول دین فروع دین۔ نجاسات غسل۔ طہارت۔ وغیرہ وغیرہ درج کئے گئے ہیں اور اوقات نماز و نقشہ شکیات نماز بھی شامل ہیں۔ لہذا شیعہ لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے بالکل آسان اردو میں تیار کی گئی ہے کاغذ۔ چھپائی اور لکھائی نہایت اعلیٰ ہے۔ ٹائیٹل رنگین حجم ۶۸ صفحہ قیمت صرف ۳ ؍

**تمام خط و کتابت بنام مینیجر کتبخانہ اثنا عشری کھوہ مغل حویلی آنی چاہئیں۔**

قیمت سالانہ
دو روپے آٹھ آنہ

# الحافظ

قیمت فی پرچہ
چار آنے

جلد اوّل | بابت ماہ فروری ۱۹۲۶ء مطابق شعبان المعظم | نمبر ۱،۲

## باب الفتاوے

**سوال** ۔ یہ تو عام مشہور ہے کہ بی بی شہربانو مادر گرامی جناب امام زین العابدین علیہ السلام بزمانہ خلافت عمر بن الخطاب گرفتار ہو کر آئی اور امام حسینؑ کو بخشدی گئی ۔ جس سے اہل خلاف خلافت ثانیہ کی حقیت پر استدلال کرتے ہیں ۔ کہ انکی خلافت اگر ناحق ہوتی تو یہ ان کا ہدیہ بحیثیت غصب ہونیکے پھر دربار امامت میں قبول نہ کیا جاتا ۔ آج ایک صاحب کی زبانی یہ معلوم ہوا ہے کہ وہ بانو بحکم جناب امیر المومنین علیہ السلام گرفتار ہو کر آئی ہے ۔ اہلسنت کی کسی کتاب سے اگر یہ بات ثابت ہو تو احسان فرما کر کتاب کا حوالہ ضرور دیں ۔ تاکہ مخالفین کو جواب دیا جا سکے ۔

**الجواب** ۔ جناب شہربانو کے متعلق اختلاف ضرور ہے کہ خلافت ثانیہ میں آئی ہے یا کہ خلافت ثالثہ میں ۔ مگر قول صحیح مرویہ فریقین یہ ہے کہ وہ معظمہ محترمہ جناب امیر علیہ السلام کے قاصد نے آنحضرت علیہ السلام کیخدمت میں روانہ کی تھی ۔ نہ حضرت عمر کے پاس وہ بھیجی گئی ہے ۔ نہ عمر نے اس کو امامؑ کے پیش کیا ہے ۔ اس واقعہ کو شیعوں میں سے شیخ مفید علیہ الرحمہ نے اور سنیوں میں علامہ زمخشری نے بھی ربیع الابرار میں ذکر کیا ہے ۔ روضۃ الصفا جلد ۳ مطبوعہ بمبئی صـ۲ میں امام اہلسنت یوں رقمطراز ہے " کہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب حریث ابن جریر را بحکومت بعضے از بلاد مشرقیہ فرستادہ وحریث دو دختر یزدجرد را بدست آورد بخدمت آنحضرت علیہ السلام فرستاد حضرت مقدس امیر المومنین علیہ السلام شہربانو را بہ قرۃ العین امام حسین علیہ السلام داد دیگر را کہ مسماۃ گیہان بانو بود بہ محمد بن ابی بکر ارزانی داشت تا بخواست از یک خواہر امام زین العابدین علیہ السلام متولد شد و ازان خواہر قاسم ابن محمدؒ "

پس اس سے ثابت ہوا کہ شہربانو کا خلافت ثانیہ میں آنا اور امام حسینؑ کو عمر کیطرف سے دیا جانا غلط ہے ۔ اسلئے یہ خیال بھی کہ اگر حضرت عمر کی خلافت ناحق ہوتی تو شہربانو کو امام حسینؑ کا زوجیت میں قبول کرنا بھی ناجائز ہوتا غلط ہے ۔ لہذا عطیہ شہربانو کسی طرح حضرت عمر کی خلافت کو حق ثابت کرنے کا ذریعہ نہیں ہو سکتی ۔ خوب یاد رکھو کہ خلافت حقہ کے ثبوت کیلئے خلیفہ کا مومن اور عامل الصالحات ہونا اور اسکی خلافت کا تقرر مثل تقرر خلفاء سلف کے ہونا ۔ اسکو خدا کے پسندیدہ دین میں تمکین کا حاصل ہونا قرآن میں ثبوت خلافت حقہ کیلئے ناقابل تغیر لازمی شرائط قرار پا چکے ہیں پس ان شرائط کے مفقود ہونیکی صورت میں محض کسی عطیہ کی بنا پر قرآن اور حدیث نے کسی کی خلافت کے حق یا باطل ہونے کا حکم نہیں دیا ہے ۔ اس لئے اس مسئلہ میں غلط راستہ اختیار نہ کیا جانا چاہیئے ۔

احقر علی الحائری

# شذرات

## شیعیان لاہور کا عظیم الشان جلسہ وعظ

خطۂ پنجاب سے شیعیان لاہور اہالیان لکھنؤ پر جس قدر فخر وناز کریں بجا ہوگا۔ اُس زمانہ کی تواریخ جو ابھی کل کی بات ہے۔ ہمارے بزرگوں کو بھول نہیں سکتی جبکہ ارض لاہور میں مظلوم شیعوں کی رسم عزاداری کو بند کرایا جاتا اور ذوالجناح جناب سیدالشہداء کے نکالنے پر اینٹوں اور پتھروں سے بیچاروں کو مجروح کیا جاتا تھا طرح طرح کے آزار پہنچائے جاتے اور اُن پر قسم قسم کے ظلم وارد کرنے ثواب سمجھے جاتے تھے۔ آج خدا کے فضل عمیم سے شیعوں کی خوش قسمتی ہے۔ کہ وہ دور حاضرہ میں نہایت اطمینان سے اپنی مذہبی رسُوم کو ادا کر رہے ہیں سنین ماضیہ میں فرقہ حقہ شیعہ کی مسلّمہ و معتمد جماعت شیعہ ینگ مین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور نے رواج دین حقہ اور اشاعت اسلام میں جس قدر غیر معمولی حصّہ لیا وہ جملہ پبلک اور خصوصًا شیعہ حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ یہ سوسائٹی جس غرض کے لئے قائم ہوئی تھی اور جو لائحہ عمل اس کے اراکین کے پیش نظر تھا اُسے بھی خواہان قوم اور علمائے اعلام کثر اللہ امثالہم کی توجہ سے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا چنانچہ انہیں اپنی زرّین اغراض اور سنہری مقاصد کو منظور نظر رکھتے ہوئے مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۲۶ء مطابق ۱۳ رجب المرجب بروز جمعرات بتقریب عید میلاد حضرت صدیق اکبر فاروق اعظم ذوالنورین ابوالحسن والحسین مولانا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام امام باڑہ جناب سید رجب علی شاہ صاحب اندرون موچی دروازہ متصل کوچہ شیعان لاہور موسائٹی کی طرف سے شیعیان لاہور کا جلسہ منعقد ہوا۔ اس وسیع امام باڑہ میں مومنین کا مجمع ہزاروں کی تعداد پر مشتمل تھا۔ جس میں بلالحاظ مذہب وملت دیگر فرق اسلامیہ بھی کثرت سے شریک تھے۔ انصاف کا خون ہوگا اگر ہم متولی امام باڑہ جناب سید ولایت علی شاہ صاحب زاد مجدہ کے حسن انتظام کا یہاں ذکر نہ کریں۔ شاہ صاحب کی ہمّت وکوشش پر صد ہزار آفرین ہے کہ آپ نے امام باڑہ کو آراستہ کرنے اور سجانے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ امام باڑہ کے تمام در و دیوار اطلس و زربفت کے لباس سے مرصّع اور رڈاؤ منبر مخمل وریشم کے پردے آویزاں تھے۔ منبر رسُول کی بناوٹ زبان حال سے پُکار پکار کر متولی موصوف کے حسن عقیدت کا بیّن ثبوت دے رہی تھی۔ فرش کا رنگ کچھ اور ہی جلوہ دکھا رہا تھا۔ غرضیکہ علاوہ روشنی کے باقی کل انتظام شاہ صاحب نے اپنے ذمہ لیا ہوا تھا۔ روشنی میں بھی آپ کا کچھ حصہ ضرور تھا۔ سوسائٹی شکریہ کا حقیر ہدیہ پیش کرتے ہوئے آپ کے بقا کے لئے درگاہ رب العالمین

میں دعا کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سوسائٹی کے دینی خدمات انجام دینے کیلئے علاہور کے ۲۶ امام بارہ وقف ہیں اور آئیندہ کے لئے متولیان کی طرف سے درخواستیں بھی آرہی ہیں۔ لیکن سردست ان کی تعمیل کے لئے ہم معذور ہیں۔ جبتک کہ شاہ صاحب خوش نہ ہوجائیں۔ خبر ۸ بجے شام شیعہ مدرسۃ الحفاظ کے طلباء نے جلسہ کا افتتاح قرآن خوانی سے کیا۔ قصائد و نغمہ خوانی ہوئی۔ جناب الہ یار صاحب المتخلص بہ جوگی نے اپنا خود تصنیف کردہ قصیدہ پڑھکر سامعین سے خراج تحسین حاصل کیا۔ ازاں بعد جناب سرکار شریعتمدار حضور حجۃ الاسلام والمسلمین صدر المفسرین علامہ حائری مدظلہم رونق دہ ممبر ہوئے حضور نے زبان حجازی میں ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس کی سماعت سے ہر فرد عالم وجد میں جھوم رہا تھا۔ اس کے بعد آیۂ مجیدہ قل کفیٰ باللہ شہیداً بینی وبینکم الخ کو عنوان فرماکر جناب امیر المومنینؑ کے متعلق وہ وہ رموز ونکات اور اسرار مخفیہ بیان فرمائے جن کے سننے سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ حضور قبلہ و کعبہ نے علم کے دریا بہا دیئے ہیں۔ اور ولادت جناب علی ابن ابی طالب کو اس انداز سے بیان فرمایا کہ سامعین نے حضور کے کلام بلاغت نظام سے متاثر ہوکر درود و صلوٰۃ کے نعروں سے گنبد افلاک کو ہلا دیا۔ اس جامع تقریر دلپذیر کے انضباط کیلئے یہ قلیل اوراق کافی نہیں ہوسکتے۔ اور نہ ہی اس عالمانہ تقریر کے منضبط کرنے کا خاکسار کے پاس وقت ہے۔ انشاء اللہ پھر کسی موقع پر ناظرین کی خدمت میں اصل مضمون پیش کیا جاویگا۔ غرضیکہ یہ علمی جلسہ شب کے ایک بجے مصافحہ و معانقہ پر ختم ہوا۔ فرق اسلامیہ میں شب معراج بھی نہایت مبارک اور بزرگ شب ہے اس تقریب پر بھی سوسائٹی کی طرف سے وعظ ہوگا۔ جس کی کیفیت آئیندہ الحافظ ۱ جلد دوم میں عرض کی جائیگی۔ عید میلاد جناب امیر المومنین کی تقریب میں شیعیان لاہور نے جس دہوم دہام سے چراغانہ کرکے اس یوم کو شہرت دی ہے۔ وہ قابل افتخار ہے۔ یہ سوسائٹی کی ان تھک کوششوں کا نتیجہ ہے۔ بیرونجات کے جملہ مومنین کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ سوسائٹی کی آئیندہ تقلید کرکے ثواب دارین حاصل کریں +

متمسک الثقلین: حکیم شیخ بہادر حسین آنریری سکرٹری شیعہ ینگمین سوسائٹی خواجگان نارووالی لاہور

(رسید عطیہ) مورخہ ۳۰ جنوری ۱۹۲۳ء کو جناب اللہ دتا صاحب بھٹی ہیڈ محرر دفتر ڈسٹرکٹ بورڈ لائلپور نے مبلغ چار روپیہ اعانت شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور ارسال فرمائے ہیں۔ سوسائٹی تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کے حق میں دعائے خیر کرتی ہے +

## ایڈیٹر النجم کی ہفوات

النجم جلد ۳۔ نمبر ۹ صفحہ میں ایڈیٹر صاحب نے "رسالہ الحافظ لاہور کا اقتباس" کے عنوان سے لکھا ہے کہ

"شیعوں کے دعویٰ حفظ قرآن پر ہمکو بچند وجوہ تعجب ہے"۔
مشہور تو یہ تھا کہ اس گروہ کے نادان۔ جاہل عوام الناس کو خوش کرنے کی غرض سے ایسا خلاف عقل کہدیا کرتے ہیں۔ مگر ان کے اہل علم اس طرح غیر معقول ہفوات نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ مشاہدہ اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ سکھ۔ آریہ اور عیسائی غیر مسلم اقوام جلسوں میں قرآن کی آیتیں بلکہ سورتیں حفظ پڑھکر سنا دیتے ہیں۔ جب کفار حفظ ظاہر الفاظ قرآن پر قادر ہیں تو پھر شیعوں کو قرآن حفظ نہ ہونا بلا وجہ ہے۔ کیوں کہ یہ اعتراض فطرت کے خلاف ہے۔ کوئی فاتر العقل ہی ایسا اعتراض کر سکتا ہے۔ یا اڈیٹر النجم۔

ہاں یہ بات ممکن ہے کہ بعض لوگ فطرتاً کند ذہن اور کم حافظہ ہونے کے سبب جلد حفظ نہ کر سکیں۔ جیسا کہ اہلسنت ہی کی حدیثوں سے یہ ثابت ہے۔ کہ حضرت عمر کو صرف ایک سورہ بقر بیس[۲۰] برس میں بھی حفظ نہ ہو سکی۔ جن کے خلیفہ صاحب ایک سورہ قرآن ایک طویل زمانہ میں حفظ نہ کر سکے ہوں وہ بیچارہ کسی پر کیا طعن کر سکتا ہے۔ مگر بے شرم کو معقولیت سے کیا تعلق۔ اور النجم کو صداقت سے کیا واسطہ۔

الحافظ مجریہ نومبر ۲۵ء میں ایک معرکۃ الآراء مضمون حفظ قرآن کے متعلق شائع ہوا ہے۔ جس میں وجود قرآن کی تقسیم مکتوبی۔ ملفوظی۔ ذہنی اور حقیقی ایسی مدلل ہے کہ اڈیٹر النجم کے بھی چھکے چھوٹ گئے وہ بیچارے ان علمی باتوں کو کیا سمجھ سکتے (ان کی جانے بلا) اس لئے بجائے اس کے کہ وہ کوئی معقول جواب دیتے گالیوں پر اُتر آئے جو ان کے بزرگوں کا شیوہ ہے۔ وکان ابوبکر سبابا۔ حضرت کو جس بات کا جواب نہ آیا۔ اس کو لغو تقریر کہکر ٹال دیا۔

ارے بھلے مانس۔ اس کی عبارت کو لکھ کر ذرا اس کی لغویت کو ظاہر کرتے تو پبلک خود سمجھ سکتی کہ تم دونوں میں لغو کون ہے۔ اور یوں کسی علمی مضمون کو جس کے سمجھنے کی تم کو لیاقت ہی نہیں ہے۔ لغو کہدینا تو تمہارا قدیمی شیوہ ہے۔ ع خود سوئے ماندید و حیارا بہانہ ساخت ✦

مدیر

## طلباء شیعہ

مدرسۃ الحفاظ کی تعلیم کیلئے ایک شیعہ حافظ قرآن کی ضرورت ہے۔ ماہواری تنخواہ کیلئے خاکسار سے خط و کتابت کریں ہر حالت میں جائے رہائش کا انتظام اس شعبہ کے ذمہ ہوگا۔ نیز احباب پر مدرسہ مذکور کے مصارف و مخارج پوشیدہ نہیں۔ اور پھر کئی باتیں پیش نظر بھی ہیں جو سرمایہ کی موجودگی سے پوری ہو سکتی ہیں۔ جو احباب ابھی تک مدرسہ کے ممبر نہیں ہیں توجہ فرمائیں اور جن کے ذمہ ایک ماہ یا دو ماہ کا بقایا چندہ ہے وہ بھیجکر اپنے حساب کو صاف کریں۔

تفصیل آمد و خرچ شعبہ شیعہ مدرسۃ الحفاظ لاہور بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۴۴ھ

تتمہ سابقہ ... عطیہ ... چندہ ... میزان ... خرچ:- مدرس تنخواہ بابت ماہ ... باقی ...

**نوروز نمبر** کے لئے جن احباب نے ابھی تک اپنا مضمون نہیں بھیجا وہ مہربانی کرکے جلدی بھیجدیں اور اپنے مضمون میں یہ بھی بتائیں کہ نوروز کو کیوں شمسی مہینہ کے حساب سے منایا جاتا ہے۔



# النجم لکھنؤ و پیغام صلح لاہور کے تدین کا نمونہ

ناظرین کو یاد ہوگا کہ جریدۂ نجف اور الحافظ جلد اول نمبر ۹ کے باب الفتاوی میں۔ ہما امامان۔ عادلان۔ قاسطان الخ کا معرکۃ الآراء مفہوم بالتزام حوالجات آیات و احادیث متفقہ واضح بیان کیا گیا تھا۔ اور وہاں یہ بتا دیا گیا تھا کہ اس معنے اور مفہوم کے صداقت کی بناء اور بنیاد صحیح مسلم جلد دوم مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۹۱ سطر ۳۔ ۴ میں وہ روایت ہے جس میں کہ حضرت عمر نے بذاتہ اس امر کا بالاعلان اقرار اور اعتراف کیا ہے۔ کہ عباس اور حضرت علی علیہ السلام ان کو اور شیخ اول کو کاذب۔ آثم۔ غادر اور خائن سمجھتے رہے ہیں۔ یہ روایت اور حضرت عمر کا یہ اعتراف اگر صحیح مسلم میں صحیح ہے۔ تو پھر امامان۔ عادلان۔ قاسطان الخ کا مفہوم لازماً وہی ہے جو جواب میں لکھدیا گیا ہے۔

اس پر النجم لکھنؤ جلد ۳۔ نمبر ۸ اور پیغام صلح لاہور نے مجریہ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۵ء میں چاہا کہ شیخین کی حمایت میں جواب الجواب لکھ کر ان کی پوزیشن کو صاف کریں۔ مگر افسوس کہ صحیح مسلم میں حضرت عمر کا یہ اقرار صریح اور اعتراف فضیح موجود ہوتے ہوئے وہ کسی طرح کامیاب نہیں ہوسکتے تھے۔ اس لئے یہ دونوں ایڈیٹر اعتراف عمر صاحب اور روایت صحیح مسلم کو شیر مادر کی طرح ہضم کرگئے۔ یہ ہے ان لوگوں کی ایمانداری کا ادنے نمونہ۔ نعوذ باللہ من النفس الامارۃ بالسوء و الضلالۃ لعبد الهدیٰ۔

ورنہ مناسب تو یہ تھا کہ وہ اس جواب کے دونوں پہلوؤں پر روشنی ڈالتے۔ یعنی پہلے تو اعتراضی پہلو کو جو بنیاد اور دلیل الجواب ہے اگر غلط ثابت کرتے تو پھر نتیجہ الجواب خود غلط ثابت ہوجاتا۔ مگر وہ ایسا کیونکر کرتے جب کہ نہ تو وہ صحیح مسلم کو غلط مسلم کہ سکتے ہیں۔ اور نہ حضرت عمر کے اس اقرار اور اعتراف کی تکذیب کرسکتے ہیں۔ کیونکہ علامہ صاحب نے تو دونوں باتیں انکے نطق کی بند کردیئے ہیں۔ وہ نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن کا مصداق ہو رہے ہیں اس لئے اب ان ایڈیٹروں کو یہ دور کی سوجھی کہ کوئی نہ کوئی جواب ضرور دیا جانا چاہیئے۔ تاکہ لہو لگاکر

شہیدوں میں ہمارا نام تو ہو جائے۔ ادھر جاہل مرید بھی خوش ہو کر بغلیں بجانے لگیں گے کہ ایڈیٹر صاحبان نے جواب لکھ کر شیخین کو بچا لیا ہے۔ ٹکے کھرے ہو گئے چلو چھٹی ہوئی۔ ما بخبر و شما لبلامت۔ النجم جلد ۳۰ نمبر ۸ ضرور ملاحظہ فرمایا جائے۔ جس میں صرف دو چار سطریں اس موضوع پر لکھنے کے بعد صحابہ کی تعریفیں لکھنی شروع کر دیں تباؤ اس موضوع سے صحابہ کی تعریف کا کیا تعلق۔ کاش اس رطب و یابس لکھنے اور علماء شیعہ کو گالیاں دینے کی بجائے اس موضوع کے دلیل الجواب یعنی اعتراف عمر اور روایت مسلم کا جسکو کہ وہ شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے ہیں کوئی جواب دیتے اور دفتر بے معنی کی طرح ان اوراق کو سیاہ اور ضائع کر کے اپنی رسوائی شکست اور ذلت پر مہر نہ لگاتے اور سوال از آسمان و جواب از ریسمان کا مصداق نہ بنتے۔

نادانو! ذرا ٹھہر کر غور کرو کہ یہ جواب الجواب کہلا بھی سکتا ہے۔ جس کا نہ مبتداء ہے نہ خبر۔ انشاء ہے نہ املاء ہم بہت خوش ہوتے اگر ایڈیٹر صاحبان مدین اور ایمانداری سے کام لیتے ہوئے جناب قبلہ و کعبہ علامہ حائری صاحب کا مکمل جواب لکھ کر پھر جواب الجواب مدلل دیتے کیونکہ علامہ حائری صاحب کے معرکتہ الآراء جواب کا ایک حصہ تو نتیجۃ الجواب ہے۔ اور دوسرا حصہ دلیل الجواب (آپ کی جانے بلا) اس لئے ان کے جواب کے مقابلہ میں قلم اٹھانا آسان امر نہیں ہے۔ یوں آئیں۔ بائیں۔ شائیں کر کے موضوع سے خارج رطب و یابس مغلظات اور گالیاں بکنا اور اس کا نام جواب الحائری۔ یا تنبیہ الحائرین رکھ دینا صرف اپنا دل خوش کر لینا ہے۔ ورنہ فی الواقع یہی رویہ فرار کہلاتا ہے۔

جن لوگوں نے سرکار علامہ حائری صاحب کا اصل مضمون پڑھ لیا ہے وہ آپ کی اس مضحکہ خیز تحریرات کو جواب الجواب نہیں تسلیم کر سکتے اور ایسی لغو تحریرات کو الغم بلغم شلغم سے زیادہ وقیع نہیں سمجھتے کیونکہ قبلہ علامہ حائری صاحب کے جواب کی مستحکم و زبردست بنیاد و دلیل وہی روایت ہے جو صحیح مسلم میں باقرار و اعتراف حضرت عمر مرقوم ہے کہ علی نے شیخین کو کاذب و آثم۔ خائن اور غادر سمجھا ہوا تھا۔ جس کو آپ دونوں ایڈیٹروں نے ہضم کر لیا ہے۔ اور ڈکار تک نہیں مارا۔ پیغام صلح نے تو اس روایت کی جگہ ... نقطے دیکر اپنی ناکامی اور گریز کا ثبوت بیّن دیدیا ہے۔ رہے النجم وہ کل طلوع ہونے کا وعدہ دے کر غروب ہو گیا ہے۔ اس روایت اور حضرت عمر کے اعتراف کا کوئی بھی جواب اگر انکے پاس ہوتا تو وہ پہلی فرصت میں ہی اسپر روشنی ڈالتے اور اس کا جواب دینے کے لئے وعدۂ فردا کی کیوں لیت و لعل کرتے ہوئے النجم غروب ہو جاتا۔ کل پر دلیل الجواب کو ٹال دینا اور جواب الجواب میں آئیں۔ بائیں۔ شائیں کر کے پبلک کو مغالطہ میں ڈالنا کہاں کی ایمانداری ہے (عاقلان فہمیدند)

اب پیغام صلح کا جواب الجواب سنئے جو سے

کُلنگ از آسمان افتاد و نشکست ٭ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم۔

کے دونوں مصرعوں سے کم بے ربط نہیں ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ شیعوں کو اس پر بڑا ناز ہے۔ کہ حضرت عمر نے کہا ہے۔ لولا علیؑ لھلک عمر یعنی اگر علیؑ نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہو گیا تھا۔ ہم بھی شیعوں کے مقابلہ میں حائری صاحب کی طرح اس عبارت کو یوں تاویل کریں گے۔ کہ یہاں علیؑ سے مُراد خدائے تعالیٰ ہے۔ لقولہ تعالیٰ وھو العلی العظیم پس مطلب یہ ہوگا کہ اگر خدائے علی العظیم نہ ہوتا تو عمر ہلاک ہوجاتا۔ جل جلالہ۔ کیا جواب دیا ہے۔ (آخر مرزائی فلسفہ ہے نا) ۔ واہ سبحان اللہ جواب سے اسکا کیا تعلق۔

ارے بھلے مانس۔ ہاں ذرا یہ تو بتا دے کہ اگر خدا نہ ہوتا تو پھر عمر ہوتا ہی کہاں۔ جو ہلاکت تک اس کی نوبت پہنچ سکتی۔ کیوں کہ ہلاکت تو وجود کے بعد ہو سکتی ہے۔ جس کا وجود ہی نہیں۔ اس کے لئے ہلاکت کیسی۔ تو پس تمہارے اس مرزائی فلسفہ کا یہ نتیجہ نکلا۔ کہ اگر خدا نہ ہوتا تب بھی عمر ضرور ہوتا۔ مگر خدا کے نہ ہونے کی وجہ سے وہ ہلاک ہوجاتا۔ مگر چونکہ خدا موجود ہے۔ اس لئے عمر ہلاک نہیں ہو سکتے۔ تو فرمائیے اگر خدا کے موجود ہونے کی وجہ سے عمر ہلاک نہیں ہوئے۔ پھر حضرت عمر ہیں کہاں۔ اور شجاع الدین ابو لولوء کہاں۔ کیوں ناظرین سُن لیا؟ یہ ہے مرزائیوں کا فلسفہ اور توحید جس پر ان کو بہت بڑا ناز ہے۔ اور اس کرتوت پر وہ سرکار علامہ حائری صاحب کے منہ آنا چاہتے ہیں۔ اب بتائیے قبلہ صاحب ایسے مرفوع القلم لوگوں سے کیوں کر مخاطب ہوں ؎

گر ہمیں مکتب است و این ملا ٭ کار طفلاں خراب خواہد شد۔

غرض اسی قسم کے پوچ اور اوٹ پٹانگ لغویات انہوں نے بجواب الجواب "پیغام صلح" میں لکھے۔ جس کو کہ خود ان کے ہم مشرب و مذہب تعلیم یافتہ طبقہ نے بھی فضول دفتر بے معنی اور لغو سمجھ کر تردید کر دی۔ سچ ہے۔ "حق وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے"

جیسا کہ پیغام صلح مجریہ ۳ فروری ۱۹۲۶ء صفحہ اول میں مولوی محمد حسین صاحب نے "ایک شیعہ مجتہد کا اجتہاد" کے عنوان سے۔ حافظ سلیم احمد اٹاوی نامہ نگار پیغام کے اس عدم تدین پر نوٹس لیا ہے۔ اور فادرنٹ نے اس سے یہ لکھا دیا ہے کہ "یہ تدین کے خلاف ہے کہ اس حصہ کو بالکل چھوڑ دیا جائے۔ جس کا اپنے پاس جواب نہ ہو۔ نامہ نگار کو اس حصہ کا جواب ساتھ دینا چاہئے تھا" ہم کہتے ہیں کہ سلیم احمد اٹاوی نامہ نگار پیغام اور اڈیٹر النجم یا کسی اور وہابی اور سُنی مولوی کے پاس اگر اس کا کوئی بھی جواب ہوتا تو وہ اس سفارش کا محتاج نہ ہوتا اور بقول مولوی محمد حسین صاحب وہ عدم تدین سے کام لیکر اس ذلت اور رسوائی کو کیوں اپنے لئے خریدتا اور کیوں شیعوں کی صداقت پر ہمیشہ کیلئے مہر لگا دیتا۔ یہ ہے حق اور صداقت کا معجزہ کہ حق کے مقابلہ میں ان کو

اپنے لاجواب ہونے پر اقرار ہی کرنا پڑا یہی وجہ ہے کہ مولوی محمد حسین علی صاحب نے اسی مذکورہ اشاعت میں اپنے ہمنوائیوں اور سُنی مولویوں کو گویا ایک قسم کا چیلنج دیا ہے کہ ان کے پاس علامہ حائری صاحب کے اس برہان کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ان کی اصل عبارت حسب ذیل ہے "ہماری غرض اس نوٹس سے یہ ہے۔ کہ یا توشیعوں کے لٹریچر پر مضحکہ نہ اُڑایا جائے۔ اور اگر اڑایا بھی جائے تو جو زد وہ سنیوں پر مارتے ہیں۔ اس کا بھی ساتھ جواب دیا جائے۔ یہ بحث جانے دو کہ علامہ السید علی الحائری صاحب شیعی مجتہد لاہور نے کیسی ہی رکیک تاویل کی۔ مگر جس بنا پر انہوں نے یہ رکیک تاویل کی۔ اس کا کسی سنی مولوی کے پاس کیا جواب ہے۔ اور اس کو نامہ نگار حافظ سلیم احمد نے کیوں چھوڑ دیا" بلفظہ (احسنت مرحبا۔ جزاک اللہ) یہ الفاظ صاف بتارہے ہیں کہ مولوی صاحب ممدوح کے نزدیک ایڈیٹر النجم و حافظ سلیم احمد اٹاوی اور سُنی مولوی سرکار علامہ حائری صاحب کے جواب کا جواب نہیں دے سکے۔ اور نہ ان کے جوابوں کو اس نے جواب تسلیم کیا ہے۔ جب آپ کے ہم مذہب وملت ہی آپ کے اس جواب کو ناکافی اور عدم تدین کہ رہے ہیں۔ تو خصم اس کو کیونکر حجت مان سکتا ہے۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔

رسالہ تنبیہہ الحائرین۔ بھی چالاکی مآب ایڈیٹر صاحب النجم کا ایک نیا کرشمہ ہے۔ جس کو وہ رسالہ موعظہ تحریف قرآن کا جواب مشہور کر رہا ہے۔ حالانکہ اس میں موعظہ تحریف کے ایک لفظ تک کا بھی جواب نہیں دیا جا سکا ہے۔ ہاں اس میں وہ آیتیں جن کو محرف کہا جاتا ہے۔ درجنوں جمع کرکے حجم بڑھایا ہے۔ اور کچھ مسخرہ پن مغلظات گالیاں اور ناگفتہ الفاظ نظم ونثر میں جمع کر دیئے ہیں۔ اور اس مجموعہ کا نام تنبیہہ الحائرین رکھدیا ہے۔ جس سے وہ بھی لہو لگا کر شہیدوں میں داخل۔ دراصل عوام فریبی کے لئے یہ لوگ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔ جیساکہ النجم اور پیغام صلح کا تدین ان کے ہی ہم ملت۔ نے اوپر ذکر کر دیا ہے۔ اور عوام میں اسی کتب دین فروشی سے خوب ٹکے کما لیتے ہیں۔

باوجود اس کے بھی رسالہ تنبیہہ الحائرین کا معرکتہ الآراء جواب صرف اتمام حجت کیلئے عنقریب بعد طباعت شائع ہونیوالا ہے۔ جس سے کہ ایڈیٹر صاحب کو اب خالقہ۔ خولقہ۔ خلیقہ سے بھی منہ چھپانا پڑے گا۔ کہ جن کے مطاعن پر روشنی ڈالنے کا باعث بھی دوست نما دشمن ہو رہا ہے۔

(مدیر)

---

(الحافظ) کا نمبر ۷ اور ۱۰ بالکل ختم ہیں۔ کوئی صاحب ان نمبروں کا مطالبہ نہ کریں۔

(حضرات معاونین) خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیا کریں۔ ورنہ جواب میں تعمیل نہ ہوگی۔ جواب طلب امور کیلئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

# مدرسہ حسنیہ الحافظ قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور ملحقہ مدرسۃ الحفاظ لاہور کی مختصر کیفیت

الحمد للہ اس وقت مدرسہ حسنیہ الحافظ قصبہ نانوتہ ضلع سہارنپور کی حالت قابل مدح ہے۔ نقشہ جات سے معلوم ہوا کہ اسوقت منجملہ چالیس ۴۰ طلباء کے چھ ۶ حافظ جو حفظ قرآن کر رہے ہیں۔ جن کی تعلیم حفظ چار ماہ کے عرصہ میں پارہ والمحصنٰت تک پہنچ گئی ہے۔ انشاء اللہ یہ لڑکے حفظ ختم کرکے عالی جناب حجۃ الاسلام صدر المفسرین شریعتمدار علامہ سید علی الحائری صاحب قبلہ وکعبہ مجتہد العصر والزمان کے مدرسۃ الحفاظ میں برائے درس تفسیر پہونچینگے۔ سولہ ۱۶ لڑکے ناظرہ کلام مجید پڑھ رہے ہیں۔ پانچ طلباء بعد ختم قرآن ناظرہ فارسی کی تعلیم پا رہے ہیں اور بارہ ۱۲ لڑکے اردو فارسی پڑھ رہے ہیں۔ جملہ مومنین سے استدعا ہے کہ درگاہ ایزدی میں دعا فرماویں کہ بطفیل آئمہ طاہرین و سرپرستی جناب قبلہ وکعبہ یہ شاخ مدرسۃ الحفاظ لاہور ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے آمین ثم آمین۔ جو قواعد و پابندی مدرسۃ الحافظ لاہور کی ہے۔ اس سے آگاہی بخشی جاوے تاکہ موافق ہدایات اسی طرح مدرسہ حسنیہ الحافظ میں بھی عمل کیا جاوے۔ مہربانی فرماکر طریقہ داخلہ طلباء مدرسۃ الحفاظ سے بھی سرفرازی فرمائی جاوے۔ فقط

حقیر خادم القوم سید ظفریاب حسین ترمذی نقشہ نویس متوطن قصبہ نانوتہ حال وارد شہر مہگیانہ ۲۴ جنوری ۱۹۲۶ء

**(الحافظ)** ہم بھی باریتعالیٰ کی بارگاہ میں اس مدرسہ کی ترقی کیلئے دعا کرتے ہیں کہ یزدان پاک بانیان مدرسہ کی توفیقات حسنہ میں برکت عطا کرے۔ بحق آل طٰہٰ و یٰسین ؛

**(مژدۂ مسرت)** یہ خوش خبری پاکر ہم بیحد مسرور ہوئے کہ ہمارے مکرم دوست مسٹر فرخ حسین صاحب نے ولایت میں پہنچکر بیرسٹری کا امتحان پاس کرلیا ہے۔ ہم اُن کے والد محترم جناب مولوی محمد فضل الدین صاحب پلیڈر و وائس پریذیڈنٹ انجمن حمایت اسلام رئیس لاہور کی خدمت بابرکت میں مژدۂ مبارکباد پیش کرتے ہوئے بارگاہ حقیقی میں ان کے سفر سے بعافیت تمام واپس آنے کی دعا کرتے ہیں۔ سُنا جاتا ہے کہ اب وہاں آپ ٹی پارٹی کے مزے لے رہے ہیں۔ خیر اگر ہماری حیات مستعار باقی ہے۔ تو ہم بھی اُن کی تشریف آوری پر اپنی ساری کمی پوری کرلینگے۔ (مدیر)

**جلسہ یادگار** حضرت شہید ثالث علیہ الرحمۃ بتاریخ ۲۵-۲۶-۲۷ فروری ۱۹۲۶ء مطابق ۱۱-۱۲-۱۳ شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ بقید ایام جمعرات۔ جمعہ و ہفتہ بمقام آگرہ بر مزار مقدس منعقد ہونا قرار پایا ہے +

# معاونین الحافظ اسکو ضرور پڑھیں

آج ہمارے لئے بے انتہا خوشی کا مقام ہے کہ الحافظ اپنے پہلے سال کے مصائب و آلام کی خاردار منزلوں دشوار گذار راستوں ہولناک وادیوں کی مسافت کو طے کرتا اور جرار بہادروں کی طرح سینہ سپر ہوکر خوفناک منظروں کا مقابلہ کرتا ہوا جائے اطمینان اور مقام مقصود پر پہنچ گیا۔ اس مدت میں جسقدر انکار و حوادث اسکے پیش آئے اُن کے ذکر سے بدن کو لرزہ زبان کو لغزش دل کو غیر معمولی حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور لکھنے سے ہاتھ کانپتا ہے۔ مگر بفضلہ تعالیٰ ہم اپنے صبر اور استقلال میں ثابت قدم رہے۔ ابتداء میں بعض ناعاقبت اندیشوں کا جو کچھ سلوک دیگر جرائد سے ہوتا ہے اس سے الحافظ بھی محروم نہیں رہا۔ حالانکہ اس کا اجراء کسی گروہ یا پارٹی کی مخالفت کیلئے نہیں ہوا اور نہ ہی کسی فرد کی دلشکنی اس کے پیش نظر ہے۔ اسکی علت غائی صرف تبلیغ مذہب حقہ ہے۔ افسوس ہے کہ چند حاسدوں نے اس اشاعت کے مفید آلہ کو توڑنے اور الحافظ کے اجراء کو روکنے کی سرتوڑ کوشش کی آخرکار ان کی ناکامیاں انہیں کیساتھ مدفون ہوگئیں۔ دشمنوں کی حیلہ سازیاں افترا پردازیاں دیدہ دلیریاں بالکل بیکار ثابت ہوئیں۔ نیز الحافظ کا سلسلہ اس لئے بھی بند نہ ہوا کہ اس کی عنان ایک ایسی زبردست ہستی کے ہاتھ میں ہے۔ جس نے آج تک کسی دنیاوی طاقت کی پرواہ نہیں کی۔ اس کے بعد یہ گذارش ہے کہ آپ کے اور دین حقہ کے مسلمہ ولی خادم کا سال رواں مارچ ۲۵ء سے فروری ۲۶ء تک ختم ہوگیا ہے۔ اس سال الحافظ نے جن دینی خدمات کو انجام دیا وہ مزید تعارف کی محتاج نہیں ہیں لہٰذا ان کا اظہار ایک غیر ضروری بات ہے۔ ہم صرف اسقدر عرض کرنا چاہتے ہیں کہ جو احباب مارچ ۲۵ء سے الحافظ کے خریدار ہیں وہ اپنی سابقہ ہمدردی۔ ذرہ نوازی۔ دریادلی کو زیر نظر رکھکر خادمان الحافظ کے حوصلہ کو بڑھاتے ہوئے الحافظ کا چندہ سالانہ بابت سال ۲۶ء قبل اس کے کہ ان کے نام ماہ مارچ کا پرچہ وی پی کیا جاوے مبلغ عہ بذریعہ منی آرڈر دفتر میں بھیجدیں۔ اس صورت میں اُن کو دو آنہ کی بچت ہوگی اور ہمارے مصارف میں بھی تخفیف ہوجائے گی ورنہ اُن کی خدمت میں آئندہ پرچہ وی۔ پی کیا جائے گا۔ جس کا وصول کرلینا ان کا اخلاقی فرض ہوگا اور اس کے صفحات آئندہ بجائے ۲۸ کے ۳۲ ہونگے۔ اس

## وی۔ پی میں کیا ہوگا۔

ماہ مارچ ۱۹۲۶ء کا الحافظ جو بذریعہ وی۔ پی بالخیر اس کے احباب کی خدمت میں حاضر ہوگا وہ اشاعت خاص کی صورت میں ظہور پذیر اور نوروز نمبر کے نام سے موسوم ہوگا۔ اس میں شمسی حساب سے نوروز منانے کا فلسفہ فاضلانہ مذاکرہ اور ارض ہند کے مشہور و مسلمہ شعراء کے قصائد علمیہ درج ہوں گے۔ اور مظہر علم

لدنی کاشف اسرار غیب جناب مولانا و مولی المومنین حضرت علی ابن ابی طالب اسد اللہ الغالب والمظہر العجائب روحی وارواح المومنین لہ الفدا کی خلافت حقہ وتخت نشینی کا ذکر ہوگا۔ اور بعض دیگر ضروری دلچسپ امور و محققانہ مضامین سے الحافظ کے اوراق آپ حضرات مزین پائیں گے۔ الحافظ کا یہ نمبر خاص گویا ایک بلنظیر مجموعہ معلومات ہوگا۔ بہرحال تفصیل کا وقت نہیں۔ یہ امور دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں البتہ اتنا عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہماری درخواست پر ہمارے کرم فرماؤں نے الحافظ کا سالانہ چندہ مبلغ عہ منظور فرمالیا ہے۔ اس لئے حسب وعدہ رسالہ کا مارچ سے حجم بھی بڑھا دیا جائے گا۔ توقع ہے کہ آپ

وی پی کی واپسی سے دفتر کو ناحق زیر بار نہ کریں گے۔ ہمیں آپکی ہمدردی محبت اور قدیمی موانست سے پوری امید ہے کہ آپ کو مبلغ عہ کی قلیل اور اشاعت خاص کے مقابلہ میں حقیر رقم بار خاطر عاطر نہ ہوگی اور آپ مراسم قدیمانہ کو زندہ و برقرار رکھیں گے کیونکہ المکتوب نصف الملاقات کا لطف کم از کم ماہوار تو حاصل ہوتا رہیگا۔ ہم آپ کی سابقہ عنایات و توجہات کا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ نے کارکنان الحافظ کی امداد فرماکر ترویج دین میں غیر معمولی حصہ لیا ہے۔ چنانچہ آپ کی توجہات گرامی کا ہی یہ ادنی نتیجہ ہے۔ کہ اس کی ورق گردانی اور مضامین کے مطالعہ سے گمراہ طبقہ راہ سلیم اختیار کر رہا ہے۔ اور آپ من احیٰ نفساً فکانما احی الناس جمیعاً کا مکمل ثواب حاصل کر رہے ہیں۔ خوب یاد رکھو کہ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ کا بس یہی مطلب ہے۔ اسوقت الحافظ کی اشاعت مقبول عام اور تعداد بہت حد تک ترقی پذیر ہو رہی ہے۔ اگر آپ کی مساعی جمیلہ اسیطرح جاری رہیں تو وہ دن دور نہیں کہ اس کی اشاعت پانچہزار تک ہوجائے پھر یہ آپکا جریدہ فریدہ کیا عجب کہ ہفتہ وار شائع ہونے لگے۔ **صرف آپکے توجہ کیضرورت ہے**۔ کارکنان الحافظ کی ہروقت یہی کوشش ہے کہ الحافظ کتابت طباعت اور مضامین کے لحاظ سے مکمل اور اعلیٰ درجہ کا رسالہ ہو یہ کوششیں یہیں تک ختم نہ ہوجائیں گی بلکہ الحافظ اپنا کام بیش از بیش مستعدی سے جاری رکھیگا۔ لیکن ہماری کوششیں اسوقت تک بارآور نہیں ہوسکتیں جب تک کہ آپ کا دست اعانت اسکے ساتھ شامل حال نہ ہو۔ ہمیں یقین کامل اور امید واثق ہے۔ کہ آپ اس سے دریغ نہ فرمائیں گے۔ اور اس کی یہی صورت ہے کہ آپ نہ صرف خود ہی الحافظ کی سرپرستی فرماتے رہیں بلکہ دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی رغبت دلائیں۔ اور اگر زیادہ نہیں تو ہر خریدار ایک خریدار پیدا کر کے دفتر میں اطلاع بھجوادیں امید ہے کہ ہمارے معروضات آپکے نزدیک قابل قبول اور واجب سماعت ہوں گے اور ان پر خاص توجہ فرماکر ہمیں ممنون فرمائیں گے۔ والسلام مع الاکرام

خیر اندیش (مدیر)

# حجۃ اللہ علی الارض ؑ

( از افادات جناب سرکار شریعتمدار حضور حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ حائری ادام اللہ اجلالہ لاہور )

قولہ تعالیٰ وَلَہٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ پ۳ ع ۱۷ یعنی جو کوئی بھی آسمانوں میں اور زمین میں ہے وہ برغبت یا بکراہت اسی کے مطیع ہونگے اور اسی کے حضور میں پلٹکر جائیں گے تفسیر عیاشی میں امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ یہ آیت قائم آل محمد علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی اور ایک روایت میں یہ ہے ۔کہ آنحضرت صلعم نے اس آیت کو تلاوت فرما کے یہ ارشاد فرمایا کہ جب قائم آل محمدؐ کا ظہور ہوگا تو زمین کا کوئی ایسا حصہ باقی نہ رہیگا جس میں شہادت لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی منادی نہ پکار دی جائے ۔

**اسم وکنیت ولقب** ۔ حضور صاحب العصر عجل اللہ فرجہ کا نام بھی پیغمبر اسلام کا نام ہے ۔اور انکی کنیت بھی آنحضرت صلعم کی کنیت ہے ۔جیسا کہ حدیث میں آیا ہے ۔ لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذالک الیوم الی ان یبعث اللہ رجلاً من اھلبیتی اسمہ اسمی وکنیتہ کنیتی یملأ الارض قسطاً وعدلاً کما ملئت ظلماً وجوراً (ترمذی)

یعنی پیغمبر اسلام وآلہ السلام نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا کا ایک آخری روز بھی باقی رہ جائے تو اس دن کو خدا لمبا کردے گا ۔یہاں تک کہ میری اہلبیت میں سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جس کا نام میرا نام ہوگا اور جس کی کنیت بھی میری کنیت ہوگی ۔

رہے القاب ۔ وہ بکثرت ہیں ۔اہل آسمان اہل زمین ۔اہل بحر اور اہل صحاری میں آنجناب علیہ السلام مختلف القاب سے ملقب اور مشہور ہیں ۔ زیادہ مشہور القاب یہ ہیں ۔برہان اللہ ۔ بقیۃ اللہ ۔بقیۃ الانبیاء ثائر ۔حجۃ اللہ ۔خلیفۃ اللہ ۔ خاتم الاوصیاء ۔خاتم الائمہ ۔ دابۃ الارض ۔ صاحب الغیبۃ ۔صاحب الزمان ۔صاحب الرجعۃ ۔صاحب الدار ۔صاحب الدولۃ ۔صاحب الامر ۔صاحب العصر ۔قاتل الکفرہ ۔قائم الزمان ۔کلمۃ الحق ۔ لواء الاعظم ۔میزان الحق ۔ مسیح الزمان ۔لسان الصدق ۔امام المنتظر ۔ہادی ومہدی علیہ السلام ۔

**حنفیوں کے نزدیک زائچہ ولادت مہدی** ۔ شیخ سلیمان حنفی کتاب ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۴۵۲ سطر ۲۶ زائچہ ولادت حضور امام مہدی آخر الزمان علیہ السلام کا نقشہ حسب ذیل لکھتا ہے ۔

فالخبر المعلوم المحقق عند الثقات ان ولادۃ القائم علیہ السلام کانت لیلۃ الخامس عشر من شعبان سنۃ خمس وخمسین ومائتین فی بلدۃ سامرہ عند القران الاصغر الذی کان

فی القوس وکان الطالع الدرجۃ الخامسۃ والعشرین من السرطان وزایجۃ المبارکۃ فی افق سامرۃ ھذہ یعنی قائم آل محمد علیہم السلام کی ولادت شب پانزدہم ماہ شعبان ۲۵۵ھ کو شہر سامرہ (صوبہ عراق) میں واقع ہوئی۔ جبکہ قرآن اصغر قوس میں تھا۔ اور وہ قوس میں چوتھا قرآن اکبر تھا۔ اس وقت طالع درجہ پچیسواں سرطان میں تھا۔ یہ افق سامرہ کا زائچہ مبارکہ ہے۔

اس سے صاف ثابت ہوا کہ نہ صرف شیعہ ہی صاحب العصر امام ثانی عشر کی ولادت کے قائل ہیں بلکہ جمہور آئمہ اہلسنت بھی ولادت باسعادت امام مہدیؑ آخرالزمان کے مقرو معترف ہیں۔

**ائمہ اہلسنت قائلین ولادت مہدیؑ کے نام**

امام شیخ سلیمان حنفی کا بیان تو آپ پڑھ چکے ہیں۔ اب ان مشہور اور جمہور آئمہ اہلسنت اور ان کی کتابوں کے نام بھی ملاحظہ کرلیں جنہیں انہوں نے وجود اور ولادت امام مہدی آخرالزمان علیہ السلام کا اقرار اور ذکر کیا ہے۔ (۱) ابو سالم کمال الدین محمد بن طلحہ کتاب مطالب السئول۔ (۲) شیخ نورالدین علی بن محمد بن صباغ کتاب فصول المہمہ۔ (۳) شیخ ابو محمد عبداللہ بن احمد الخشاب کتاب تاریخ الموالید۔ (۴) محی الدین بن محمد بن علی بن محمد العربی الاندلسی کتاب فتوحات۔ (۵) شیخ عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی کتاب الیواقیت والجواہر۔ (۶) نورالدین ملا عبدالرحمان جامی کتاب شواہد النبوۃ۔ (۷) شیخ عبدالحق دہلوی کتاب مناقب الائمہ۔ (۸) سید جمال الدین حسینی محدث کتاب روضۃ الاحباب۔ (۹) عبدالرحمان صوفی کتاب مراۃ الاسرار (۱۰) ملک العلماء شہاب الدین بن شمس الدین عمر دولت آبادی کتاب ہدایۃ السعداء۔ (۱۱) نصر بن علی جہضمی کتاب تاریخ موالید الائمہ۔ (۱۲) ملا جواد ساباطی کتاب براہین ساباطیہ۔ (۱۳) ملا علی قاری کتاب مرقات شرح مشکوٰۃ۔ (۱۴) شیخ حسن عراقی کتاب لواقح۔ (۱۵) علی اکبر بن اسداللہ مودودی کتاب مکاشفات۔ (۱۶) احمد بن محمد بن ہاشم بلاذری کتاب المناقب (۱۷) شاہ ولی اللہ رسالہ نوادر۔ (۱۸) احمد بن محمد سمنانی معروف بعلاء الدولہ تاریخ خمیس۔ (۱۹) ملا حسین میبذی شرح دیوان۔ (۲۰) علامہ ذہبی تاریخ الاسلام میں بعض نے مجمل اور بعض نے بتفصیل امام مہدی علیہ السلام کی ولادت کا نہ صرف اقرار کیا ہے بلکہ واقعات ولادت کو بھی لکھدیا ہے۔

فرمائیے اب شیعوں نے کونسا قصور کیا اگر وہ ولادت مہدی کے قائل ہیں تو متفقہ صداقت کے قائل ہیں۔ اور جو غیر شیعہ واقعہ ولادت امام مہدی سے انکاری ہیں۔ وہ یقیناً اپنی مذہبی روایات سے بالمرہ جاہل اور بے خبر ہیں۔ اسی جہالت کا نتیجہ ہے۔ کہ ایسے لوگ کبھی تو عبدالوہاب نجدی کے متمسک ہوجاتے ہیں۔ کبھی عبداللہ چکڑالوی کو پیشوا مان لیتے ہیں۔ اور کبھی مرزا قادیانی کے دست بیع ہوجاتے۔ اس طرح وہ اپنے ان ائمہ محدثین کی تکذیب کرنے کے علاوہ قرآن اور حدیث رسول سے بھی دست بردار ہوجاتے ہیں۔ فاعاذنا

اللہ وجمیع المومنین من النفس الامارۃ بالسوء والضلالۃ بعد الھدیٰ۔

**مہدی متولد ہوتے ہی متکلم بتوحید ہوئے** روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بقیۃ اللہ فی الارض امام مہدی متولد ہوتے ہی متکلم بشہادتین ہوئے۔ کیونکہ نبی اور امام صبوت میں خدا کی طرف سے علم لدنی پائے ہوئے ہوتے ہیں اور ایسا ہونا ناممکن نہیں ہے ورنہ خدا لفرمانا یا یحییٰ خذ الکتاب بقوۃ وآتیناہ الحکم صبیا پ۱۶ ع ۴ ہہ۔ اسی طرح صبوت عیسیٰ کے متعلق بھی قرآن ناطق ہے۔ قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا پ۱۶ ع ۵۔ اگر مسیح صبی فی المہد یعنی گود کے بچہ نے خرق عادت بقدرت خدا بعض الایات کلام کیا ہے۔ اور محل تعجب نہیں تو مسیح کے مقتدا امام مہدی کے کلام فی الصبوت کرنیکو کیوں کر تعجب کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ فریقین کی حدیثوں سے یہ ثابت ہے۔ کہ ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ کے موقع پر نماز جماعت میں امام مہدی مقتدا ہوگا۔ اور مسیح انکا مقتدی۔ اور یہ مسلم ہے کہ مقتدا افضل ہوتا ہے مقتدی سے پس جب مقتدی کا کلام کرنا صبوت اور مہد میں ممکن اور ثابت ہے۔ تو ان سے افضل مقتدا کا کلام فی المہد کرنا بطریق اولیٰ محل استعجاب نہ ہونا چاہیئے۔

رہا امامت کرنے کا ثبوت سو ملاحظہ ہو کتاب الفتن للحافظ نعیم بن حماد بسندہ عن ابی سعید الخدری قال رسول اللہ صلعم منا الذی یصلی عیسیٰ بن مریم خلفہ وفیہ بسندہ عن ھشام بن محمدؐ قال المھدی یؤم عیسیٰ بن مریم۔ ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ ص۴۲۹ سطر ۱۸ و ۲۱۔ یعنی پیغمبر نے فرمایا ہم میں سے ہے وہ امام جسکے اقتداء میں عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیگا اور کہا کہ مہدی امامت کریگا عیسیٰ بن مریم کی۔ اور صواعق محرقہ مطبوعہ مصر ص۲۰۸ سطر ۲۷ میں ہے۔ فی روایۃ ان عیسیٰ یصلی خلفہ کہ روایت میں ہے کہ عیسیٰ مہدی کی اقتدا میں نماز پڑھیگا۔

**امام مہدیؑ کس کی نسل سے ہوگا** اس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ امام مہدی علیہ السلام عربی النسل ہے۔ نہ عجمی النسل۔ اسکے اباء و اجداد کا سلسلہ رسولخدا تک تمام مطہرین اور معصومین کا ہے۔ جو یکے بعد دیگرے امام اور خلیفۃ اللہ منصوص چلے آتے رہے۔ فریقین کی سینکڑوں حدیثیں اس پر شاہد اور گواہ موجود ہیں۔ کہ پیغمبر صلعم نے ان بارہ اماموں اور خلیفوں کے نام یکے بعد دیگرے بیان فرما کر صرف انہیں کو اپنا وصی اور جانشین ظاہر کیا ہے اور بتا دیا ہے۔ کہ امام مہدی نسل حسین سے ہے۔ یہ امر غایت شہرت کی وجہ اسقدر عیاں ہے کہ محتاج بیان نہیں۔

مگر باوجود اس کے مرزا قادیانی نے بعض سادہ لوح کمبنوں کو دہوکا دیکر ایک عجیب وغریب حیلہ سے دام تزویر میں پھانس لیا ہے۔ وہ یہ کہ امام مہدی اہلبیت سے ہوگا۔ چونکہ سلمان فارسی اہلبیت سے تھے۔ اور میں بھی فارسی النسل ہونیکی حیثیت میں سلمان سے ملحق ہوتا ہوں۔ اس لیئے میں بھی اہلبیت سے ہوا۔ پس

میں امام مہدیؑ بن گیا۔ واہ سبحان اللہ۔

لیجئے حضرت اس کے متعلق بھی فیصلہ سن لیجئے کہ خود سلمان فارسی سے روایت ہے کہ ایک روز حسینؑ پیغمبر کے ران پر بیٹھے ہوئے تھے کہ پیغمبر اس کو چوم رہے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ اے حسینؑ تم سید ابن سید ہو تم امام برادر امام ہو۔ تم حجت ابن حجت برادر حجت اور باپ ہو نو حجتوں کے انہیں کا نواں امام مہدی ہے۔ ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ ص۴۴۵ سطر ۱۵۔ حذیفہ کہتا ہے کہ ایک روز پیغمبر صلعم نے فرمایا لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذالک الیوم حتی یبعث رجلاً من ولدی اسمہ اسمی فقام سلمان فقال یا رسول اللہ من ای ولدک ہو قال من ولدی ہذا و ضرب بیدہ علی الحسین اخرجہ ابو نعیم فی عوالیہ۔ ارجح المطالب ص۴۴۲ سطر ۱۶۔ یعنی پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اگر ختم دنیا تک ایک روز بھی باقی رہ جائے تو ہر آئینہ خدائے تعالیٰ عزوجل اس روز کو لمبا کریگا کہ میری اولاد میں سے ایک شخص مبعوث ہوگا۔ جس کا نام میرا ہی نام ہوگا۔ پس اس وقت سلمان فارسی کھڑا ہو کر کہنے لگا حضور آپ کے کونسے بیٹے سے وہ شخص ہوگا۔ پس پیغمبر صلعم نے حسین پر ہاتھ مارا کہ اس بیٹے سے ہوگا۔

اب فرمایئے جناب؟ مرزا قادیانی کو سلمان کی نسل بننے سے کیونکر مہدویت ملگئی۔ اگر مہدیؑ سلمان کی نسل سے ہوتا تو سلمان ہی کے سوال پر پیغمبر نے مہدیؑ کو کیوں نسل حسین سے بتلایا۔ مگر بے خبر مرزا قادیانی کو کیا معلوم تھا کہ قدرت نے اس کے دعوے کرنے سے پہلے ہی خود سلمان فارسی سے اس کے دعوے کی تکذیب کرا رکھی ہے۔

**غیبت مہدیؑ پر اعتراض کا جواب** اعتراض کیا جاتا ہے کہ سینکڑوں برس سے غائب کسی کو کیوں کر زندہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ عادۃً اتنے طویل عرصہ تک کوئی زندہ نہیں رہسکتا۔

سو اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے معترض یقیناً تواریخ اور اپنی مذہبی روایات سے نا آشنا ہیں۔ حالانکہ تورات سے ثابت ہے کہ ذوالقرنینؑ نے تین ہزار برس عمر کی ہے۔ محمد بن اسحاق مشہور مؤرخ لکھتا ہے۔ کہ عوج بن عنق ۳۰۰۰ برس تک زندہ رہا۔ ضحاک ۱۰۰۰۔ طہمورث ۱۰۰۰۔ غنیان ۹۰۰ برس۔ مہلائیل ۸۰۰۔ نفیل بن عبداللہ ۷۰۰ برس۔ سطیح الکاہن ۶۰۰ برس۔ عامر بن الضرب ۵۰۰ برس۔ سام بن نوح ۵۰۰ برس۔ حرث بن مضاض ۴۰۰ برس۔ ارفخشد ۴۰۰ برس۔ قیس بن ساعدہ ۳۰۰ برس۔ سلمان فارسی ۲۵۰ برس تک زندہ رہا۔

اور اسلامی روایات کے مطابق تو حضرت عیسیٰ۔ ادریس اور الیاس اس وقت تک زندہ ہیں۔ پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ جب تواریخ کی رو سے ان لوگوں کا ہزاروں برس کی طویل عمر کرنا ثابت ہے۔ تو اگر قدرت نے امام مہدی کو بھی طویل العمر کر دیا ہے۔ تو اس میں کیوں انکار کیا جاتا ہے۔ خاص کر جبکہ اسلامی روایات

سے بھی امام مہدی کا بعد تولد اس وقت تک زندہ اور غائب و مخفی ہونا ثابت ہے۔ دیکھو امام سلیمان حنفی کی ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۴۵۱ سطر ۱۹ بضمن ذکر امام مہدی لکھا ہے۔ وکان مولد المنتظر لیلۃ النصف من شعبان سنۃ خمس وخمسین ومائتین ام ولد یقال لہا نرجس توفی ابوہ وھو ابن خمس سنین فاختفی الی الآن انتہی ملفظہ۔ اور صواعق محرقہ ابن حجر مکی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۸۳ سطر ۱۹ میں ہے۔ ستر فی المدینۃ وغاب فلم یعرف این ذھب انتہی ملفظہ۔ خلاصہ یہ ہے کہ شب ۱۵ ماہ شعبان ۲۵۵ھ کو امام مہدی متولد ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام ام الولد نرجس خاتون تھا۔ جب ان کے والد نے وفات پائی تو ان کا سن پانچ برس کا تھا۔ پس اس وقت تک وہ مخفی ہیں۔ اور صواعق محرقہ کی روایت کے مطابق وہ مدینہ میں پوشیدہ ہو کر غائب ہو گئے اور معلوم نہ ہوا۔ کہ وہ جناب کہاں چلے گئے۔

کیوں؟ اب تو ثابت ہوا نا۔ کہ تنہا شیعہ ہی امام مہدی کے غیبت کے قائل نہیں ہیں۔ بلکہ سنی بھی ان کے مخفی اور غائب ہونے کے قائل ہیں۔

جب ہم نے ولادت اور غیبت دونوں کو جمہور آئمہ اہلسنت کے روایات سے ثابت کر دیا تو اب کسی جاہل کا یہ کہ دینا کہ وہ مر گئے ہوں گے قابل حجیت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ان کے آباء معصومین گیارہ امام علی سے لیکر حسن عسکری تک ہر ایک کی وفات ثابت لہذا ان کے مزار اور مقبرے بھی موجود ہیں۔ اگر آپ ان کی بھی وفات کے قائل ہیں تو وفات کی تاریخ سنہ اور مزار کا ثبوت دینا آپ پر فرض ہوگا۔ ورنہ بلا ثبوت آپ کا قول قابل سماعت اور حجیت نہیں قرار پا سکتا۔

**سبب غیبت مہدی اور ظہور کا وقت**

شک نہیں کہ نبی یا امام ہدایت کیلئے آتا ہے۔ اور امام مہدی بھی اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے متولد ہوئے۔ باوجود اس کے ان کا غیبت اختیار کرنا اہم مصلحت اور مشیت الٰہیہ پر مبنی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بالاتفاق روایات اسلامیہ کے مطابق ان سے یہ وعدہ ہو چکا ہے کہ یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا کہ مہدی روئے زمین کو ایمان و عدل سے بھر دیگا یہ وعدہ اسی وقت پورا ہو سکتا تھا جبکہ تمام کفار ان پر ایمان لاتے۔ اور احیاناً اگر کوئی انکار کرتا تو ہلاک کیا جاتا۔ تب کفر مٹ جاتا اور زمین پر ایمان ہی ایمان نظر آتا اور یملاء الارض کا وعدہ بھی پورا ہوتا۔ مگر اس صورت میں مشکل یہ پیش آئی کہ جو کفار ایمان لانے سے منکر ہوتے تو مہدی علیہ السلام ان کو اس لئے قتل نہ کر سکتے کہ بہت سوں کی اصلاب میں ذراری طیبہ مومنین موجود تھے۔ جنہوں نے ایک عرصہ کے بعد ضرور متولد ہونا تھا۔

فرمائیے اب اگر وہ کفار بھی قبل از وقت قتل کر دیئے جاتے تو ان ذراری طیبہ مومنین کا قاتل کون ٹھہرتا۔

ادھر قاتل مومن کی سزا قرآن میں یہ ہے۔ کہ من یقتل مومنا متعمدا فجزاۂ جہنم اس لئے مشیت میں یہ پہلے سے ہی قرار پاچکا تھا کہ ودائع مومنین اصلاب کافرین سے نکلجانے تک مہدی موعودؑ غائب عن الابصار اور حاضر فی الامصار رہے۔ اہلسنت میں بھی وجہ غیبت یہی روایت کی گئی ہے۔ جیسا کہ امام شیخ سلیمان حنفی کتاب ینابیع المودۃ مطبوعہ قسطنطنیہ جلد دوم ص۴۲۶ سطر ۲ اور ۲ میں لکھتا ہے۔ وفی سورۃ الفتح۔ لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذابا الیما پ۲۶ ع ۱۱۔ عن الصادق رضی اللہ عنہ قال فی ھذہ الآیۃ ان للہ ودائع مومنین فی اصلاب قوم کافرین ومنافقین وقائمنا لن یظھر حتی تخرج ودائع اللہ فاذا خرجت ظھر انتھی بلفظہ۔ یعنے سورہ فتح کی اس آیت کی تفسیر میں کہ اگر زائل ہو گئے ہوتے تو ان لوگوں میں سے جس جس نے کفر کیا سب ہی کو توہم عذاب دردناک کی سزا دیتے۔ امام صادق علیہ السلام نے فرمایا تحقیق کہ خدا نے مومن نطفوں کو کافروں اور منافقوں کی پشتوں میں امانت اور ودیعت رکھدیا ہوا ہے۔ اور ہمارا قائم آل محمد (مہدی موعود) ہرگز ظاہر نہ ہوگا جب تک کہ خدا کی یہ تمام ودیعتیں اور امانتیں کفار کی پشتوں سے زائل اور خارج نہ ہولیں۔ پس جب یہ ودائع سب خارج ہوجائیں گے۔ تب امام مہدیؑ بھی ظاہر ہونگے۔

اہلسنت کی کتابوں کے علاوہ یہ روایت شیعوں کی تفسیر قمیؒ میں بھی موجود ہے اسمیں جناب امیر علیہ السلام کا اپنے زمانہ کے منافقین سے جنگ نہ کرنا اور خاموش رہنا بھی اسی مصلحت پر مبنی بیان کیا گیا ہے۔ فتدبر ولاتکن من الغافلین

رہا آنجناب کے وجود ذیجود کا اس زمانہ غیبت میں فائدہ اور اثر۔ سو وہ عام ہے۔ جیسا کہ روایات وزیارات کے کلمات سے ثابت ہے۔ کہ الذی ببقائہ بقیت الدنیا وبوجودہ ثبتت الارض والسماء وبیمنہ رزق الوریٰ وغیرہ وغیرہ کہ انہیں کے بقاء سے دنیا باقی ہے۔ انہیں کے وجود کی برکت سے زمین و آسمان اپنے مرکز پر ثابت ہے۔ انہیں کے یمن سے مخلوق کو روزی مل رہی ہے۔ پس جس طرح کہ آفتاب دنیا ابر کے نیچے غائب اور مستور ہونیکے باوجود سب کیلئے مؤثر اور مفید ثابت ہوتا ہے۔ اسیطرح یہ آفتاب امامت بھی انظار سے مستور اور غائب ہونیکے باوجود قیام آسمان و زمین کا لنگر ہے۔ اور تمام ذرات اسیکے وجود فائض الجود سے استفاضہ کرتے رہتے ہیں

**علامات ظہور امام مہدیؑ موعود** کتب حدیث فریقین میں امام مہدی موعود علیہ السلام کے ظہور سے پہلے تقریبًا چار سو خاص علامتوں کا ظاہر ہونا بیان کیا گیا ہے۔ زبردست آسمانی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آیتان تکونان قبل قیام القائم کسوف الشمس فی الاول من شھر رمضان وخسوف القمر فی آخرہ یعنی دو آیتیں اور علامتیں یہ بھی ظہور مہدی سے پہلے ظاہر ہوجائینگی۔ ایک سورج گہن جو اول ماہ رمضان میں واقع ہوگا۔ دوسرا چاند گہن جو آخر ماہ رمضان میں ہوگا۔ اس روایت میں یہ عظیم الشان

ایک ہی ماہ رمضان میں ہونے کی پیشین گوئی کیگئی ہے۔ مگر دو خصوصیتوں کیساتھ ایک یہ کہ ظہور امام سے قبل یہ دونوں ظاہر ہونگے دوسری یہ کہ خلاف قانون مستمرہ ظاہر ہونگے یعنی ایک ہی ماہ رمضان کے اوّل و آخر میں دونوں ظاہر ہونگے اور اسمیں علامت اور آیت قرار پانیکی خصوصیت یہی ہے کہ یہ خسوفین خلاف قاعدہ مستمرہ واقع ہوگا۔

اب سنئیے کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں بھی ایک مرتبہ ماہ رمضان میں سورج اور چاند کو گرہن ہوا تھا لگے ہاتھ مرزا صاحب نے اس کو اپنی مہدویت کا نشان قرار دیکر عوام کو دھوکا دیا۔ کہ دیکھو میری صداقت پر چاند اور سورج نے گواہی دی ہے۔ اور روایت کسوفین کی پیشینگوئی میرے حق میں پوری ہوگئی۔ بس پھر کیا تھا۔ پانچوں گھی میں۔

سنئیے مرزا صاحب کی اس غلطی کا منشا بھی ہم آپکو بتائے دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے ۱۳۰۸ھ میں مہدویت کا دعوی کیا اور ۱۳۱۱ھ میں کسوفین ایک ماہ رمضان میں واقع ہوئے۔ مگر دو وجہوں سے ہم اس واقعہ کسوفین کو نشان تسلیم نہیں کر سکتے۔ ایک وجہ یہ ہے کہ حدیث مذکور میں قبل قیام القائم کا جملہ موجود ہے۔ اور یہ کسوفین مرزا کے دعوی مہدویت کے تین برس بعد واقع ہوا ہے۔ اس لئے مخالف حدیث ہونے کے سبب کسی طرح یہ نشان نہیں قرار پاسکتا۔

دوسری وجہ اس کے نشان قرار نہ پانے کی یہ ہے۔ کہ حدیث کی پیشینگوئی کے مطابق مرزا صاحب قادیانی کے زمانے کا کسوفین ماہ رمضان کے اوّل و آخر میں واقع نہیں ہوا ہے اور یوں تو ماہ رمضان میں حسب قانون مقررہ ہمیشہ سے کسوفین ہونے چلے آئے ہیں۔ پھر خلاف حدیث یہ کسوفین کسطرح نشان مہدویت قرار پاسکتا ہے۔

دیکھو؟ مسٹر کیتھ نے اپنی کتاب " یوز آف دی گلوبس " میں کسوف و خسوف کی جدول ص۲۷۳ سے ص۲۷۶ تک شایع کی ہے۔ اور کلیہ قواعد بیان کئے ہیں جن کی رو سے ابتدائی سنہ ہجری سے ۱۳۱۲ھ تک جن سالوں میں اسی التزام سے چاند و سورج گہن ماہ رمضان میں واقعہ ہوئے ہیں۔ انکی تعداد ۶۰ ہوتی ہے۔ اور ۷ اکاذب مدعیان مہدویت کے زمانوں میں ماہ رمضان میں چاند و سورج گرہن اسی ترتیب سے ہوئے ہیں جس ترتیب سے ۱۳۱۱ھ میں ہوا اس اعتبار سے مرزا صاحب نے مذکورے اکی تعداد میں ایک کا اضافہ کردیا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ مدعی مہدویت اور سفید جھوٹ نعوذ باللہ من النفس الا مارۃ بالسوء والضلالۃ بعد الھدےٰ۔

---

تقویم نوروز ۱۹۲۶ء کی چھپ گئی ہے۔ ڈیڑھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر سیکرٹری صاحب پنجاب شیعہ مشن لاہور موچی دروازہ کوچہ شیعسان سے طلب کرو۔

# ولادت فخر سعادت مولانا علی ابن ابیطالب علیہ السلام

(از نتیجہ فکر جناب مولانا سید محمد مرتضیٰ صاحب ادیب صدر الافاضل پروفیسر عربی فورمن کرسچن کالج لاہور)

آغوش آ تیرے آنے سے زمانہ روشن ✦ تو جو آئے تو گلستان پہ ہو تازہ جوبن۔
پیشوائی کو بڑھے شوق سے ہر نخل چمن۔ ✦ غنچہ آغوش کو وا کرکے کہے منہ سے سخن۔

للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر می خواست
آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید
ادیب

عام الفیل کے تیس سال گذرنے پر اُس مولودِ مسعود کی ولادت کا دن آیا جس سے دین خدا کو استحکام ہوا ۱۳ رجب وہ تاریخ تھی اور جمعہ کا روز وہ دن تھا جس کا انتظار رسالت مآب علیہ التحیۃ والصلوٰۃ کو ہمیشہ رہا کرتا تھا۔ انتظار تھا کہ میرا ولی و وصی آجائے تو تبلیغ احکام الہی شروع کروں۔ کہنے کو تو تمام دنیا بھری ہے۔ مگر ایسے لوگوں کے بھروسہ پر کیا دعویٰ رسالت فرمائیں جو عین گرمی جنگ میں بزکوہی کی طرح بھاگتے نظر آئیں۔ انتظار ہے کہ سابق الایمان جائے تو اسلام کی دعوت کا اعلان کروں حضرت ابراہیم علیہ السلام دعا فرماتے ہیں وَاجْعَلْ لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ " پروردگارا میرے لئے ایک سچی زبان آخر زمانہ میں عطا کر۔ دعا حضرت کی مستجاب ہوتی ہے جسکی خبر خود خداوند جلیل اپنے کلام پاک میں دیتا ہے" وَوَهَبْنَا لَهُم مِّن رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا۔ یعنی ہم نے اُن کو [ابراہیم۔ اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کو] ہر طرح کی نعمت اپنی رحمت سے عطا کی۔ یعنی نبوت شریعت مال و اولاد سب کچھ عطا کیا اور ان کے واسطے ایک سچی زبان (ان کی دعا پر) عطا کی۔ اور وہ زبان علی ہے" سمجھنے والے سمجھتے ہیں کہ جس کی زبان میں اصدق الصادقین کلام کرے اُس سے بڑھکر کون صادق ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر ہر ایک آدمی کی سمجھ سیدھی ہوجائے تو پھر حضرت شیطان صاحب کو پنشن مل جانی چاہئے۔ انکے محکمہ کے لوگ اپنی ڈائری میں کیا نوٹ کریں ماہوار اپنی کیا کارگذاری دکھلائیں۔ نہ معلوم لوگوں نے یہاں عَلِيًّا کے کیا کیا معنے لئے ہوں گے۔ کسی نے لکھا ہو گا کہ عَلِيًّا لسان کی صفت ہے۔ کوئی کہتا ہو گا کہ صدق کی صفت ہے۔ اور عَلِيًّا کے معنے تو سوائے بلند کے کچھ بتلا ہی نہیں سکتے۔ علیاً سے علیؑ مراد بتائیں تو سنو رہے چیانی میں خلل آجائے۔ مگر انصاف سے دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کا کیا منشاء تھا۔ آخر زمانہ میں کونسی سچی زبان کے خواہشمند تھے۔ افسوس کہ اسپر اسوقت تفصیلی بحث نہیں کرسکتا۔ بہر حال اسکا جواب درگاہ ایزدی سے کیا ملا۔ یہ کہ دُعا تمہاری مستجاب ہوئی اور آخر زمانہ میں یعنی جب پیغمبر آخر الزمان تشریف لائیں گے اس وقت علی کو سچی زبان بنا کر بھیجیں گے۔ ۱۳ رجب یوم جمعہ عام الفیل سے تیس سال

بعد (یعنی جس سال اصحاب فیل خانہ کعبہ کے منہدم کرنے کو آئے ہیں جسکی خبر خود قرآن پاک میں ہے۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ) اس وعدہ کی وفا کا وقت تھا جناب فاطمہ بنت اسد طواف کعبہ میں مشغول ہیں کہ دردِ زہ عارض ہؤا اپنا شکم دیوار کعبہ سے مس کرنے لگیں کہ اسکی برکت سے وضع حمل بآسانی ہوجائے یکایک دیوار کعبہ شق ہوئی جناب فاطمہ بنت اسد کو خوف ہؤا یہ کیا ماجرا ہے۔ آواز آئی اے فاطمہ اندر آؤ۔ آپ اندر تشریف لیگئیں اور خدا کے گھر میں لڑکا پیدا ہؤا۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں تین دن خانہ کعبہ میں رہی میوہ ہائے جنت آتے رہے۔ اور میں کھاتی رہی۔ تین دن کے بعد کعبہ سے باہر تشریف لائیں۔ رسالتمآب صلعم مبارکباد دینے کے لئے تشریف لائے۔ معلوم ہؤا کہ لڑکا آنکھیں نہیں کھولتا۔ حضرت اس کا مطلب سمجھ گئے۔ فرمایا اچھا میری گود میں دیدو۔ جونہی حضرت نے گود میں لیا کہ علی نے آنکھیں کھولدیں۔ گویا مطلب حضرت کا یہ تھا کہ دنیا میں آکر سب سے پہلے نور رسالت سے آنکھیں منور ہوں۔ اللہ اللہ کیا مرتبہ ہے علی کا کہ پیدا ہوئے۔ تو خدا کے گھر میں۔ سب سے پہلے دیکھا تو رسُول کو۔ شہادت پائی تو مسجد میں کاشی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مطلب از انشاء کعبہ بہر میلاد تو بود ؎
ورنہ شخصِ لامکان راکے مکان باشد روا۔

حضرت ابوطالبؑ کثیر الاولاد تھے اور ذرائع آمدنی قلیل تھے۔ اسوجہ سے رسالتمآبؐ نے اس لڑکے کی پرورش اپنے ذمہ لیلی۔ اب علیؑ آغوش رسالتمیں پرورش پانے لگے۔ یہاں مجھے خیال آتا ہے کہ علیؑ کے بچپن کا حضرت موسیٰؑ کے بچپن سے مقابلہ کروں۔ حضرت موسیٰؑ نے کہاں پرورش پائی ایک کافر (فرعون) کی آغوش میں اور علی نے خود رسالتمآب کی آغوش مبارک میں نشوونما پائی۔ حضرت موسیٰ نے ساحروں کے مقابلہ پر عصا کو ہاتھ سے زمین پر پھینکا۔ عصا کا اژدہا بنا حضرت موسیٰؑ ڈرنے لگے۔ حکم ہؤا ڈرو مت یہ پھر عصا ہی بن جائیگا۔ اور علی کے گہوارہ کے پاس ایک اژدہا آتا ہے حضرت اسکو چیر کر پھینک دیتے ہیں۔ مقابلہ کیجئے کہاں وہ خوف اور کہاں یہ شجاعت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ سے بتوں کو توڑا مگر اس وقت جب سب لوگ بیرون شہر عید کے موقعہ پر گئے ہوئے تھے۔ اسپر بھی ایک بڑا بُت کعبہ میں چھوڑ دیا۔ جس کا اثر یہ ہے کہ مندروں اور شوالوں میں آج بت موجود ہیں۔ مگر علیؑ نے سب کے رُوبرو دوش رسُول پر قدم رکھکر کعبہ کو بتوں سے صاف کردیا جس کا اثر یہ ہے کہ آج کسی مسجد میں ایک پتھر تک نظر نہیں آتا۔ کاشی نے منقبت بند میں اس مضمون کو کیا خوب ادا کیا ہے ؎

زانکہ بُد دوشِ نبی بالاتر از عرشِ بریں ؎
زان سبب شد جائے پایت یا امیر المومنینؑ۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ۔

شب معراج عروج تو گذشت از افلاک

بمقامیکہ رسیدی نرسد ہیچ نبی

# عروج معراج حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(از رشحات قلم عمدۃ المتکلمین زبدۃ العارفین جناب مولانا و مقتدانا السید محسن علیشاہ صاحب قبلہ سبزواری لاہور)

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ کا معراج پر جسم عنصری لطیف سے تشریف لیجانا قرآن مجید واحادیث متواتر سے ثابت ہے۔ معراج کی نسبت کتب اسلام میں بلا تفریق شیعہ وسُنی اس قدر احادیث وارد ہوئی ہیں کہ اگر تمام احادیث معراج جمع کیجاویں تو کئی مجلدات میں آسکتے ہیں۔ ایک یہ ہے مسئلہ مثل توحید باری اہل اسلام میں متفقہ ہے۔ عند الشیعہ معراج جسمانی حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ معجزات باہرہ اور دلائل نبوت سے ہے۔ منکر اس کا ایمان سے خارج ہے۔ اور یہی عقیدہ برادران اہلسنّت کا ہے۔ چنانچہ مولانا مولوی عبد المغنی بڈہانوی علمائے اہلسنّت میں سے اپنی کتاب نبوت محمدیؐ مطبوعہ لاہور کے صفحہ ۴۲ پر تحریر فرماتے ہیں۔ (کہ معراج کے احادیث بکثرت خبر متواتر سے ثابت ہیں۔ زندیق اور ملحدوں نے اس کا انکار کیا ہے۔ اور اب بھی ان کے پیرو منکر ہیں۔ بہر حال منکر معراج کا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے) صدر اول اسلام کے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم معراج جسمانی کے قائل تھے۔ صرف جنابہ عائیشہ صدیقہ اور حضرت امیر معاویہ کا عقیدہ تھا۔ کہ معراج ایک خواب تھا۔ اور دویم یعنی تابعین میں سے صرف حسن بصری معراج رُوحانی یعنی خواب کے قائل تھے۔ باقی تمام تابعین اور تبع تابعین معراج جسمانی کے قائل تھے۔ اہل تاریخ کا اتفاق ہے کہ معراج گیارہویں سال نبوت کے حضرت ام ہانی دختر ابو طالب خواہر امیر المومنین علی علیہ السلام کے گھر واقعہ ہوا۔ اور سب سے پہلے حضرت ام ہانی نے معراج نبوی کی تصدیق فرمائی۔ تاریخی واقعات پڑھتے ہوئے تعجب آتا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر کو معراج کی تصدیق پر تصدیق کا معزز خطاب ملتا ہے۔ اور جنابہ ام ہانی جن کے بیت الشرف میں معراج واقعہ ہوئی اور حضرت ابوبکر سے پہلے انہوں نے معراج نبوی کو تصدیق فرمایا کیوں لقب صدیقہ سے محروم رہیں اور یہ تعجب اور زیادہ ہوتا ہے جبکہ ہم حضرت عائیشہ کو باوجود انکار معراج جسمانی صدیقہ کے خطاب سے ملقب دیکھتے ہیں۔ اب اس وقت بھی بہت سے مسلمان باوجود اسلام کے معراج نبوی کو صرف ایک خواب اعتقاد کرتے ہیں۔ اپنی ذاتی رائے کو قرآن کریم اور احادیث نبوی پر مقدم جانتے ہیں۔ ہم ایسے اہل اسلام کی خدمت میں صرف اسی قدر گذارش کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ قصہ معراج نبوی اگر محض خواب کی بات ہے تو عزیز مصر جو ایک مشرک تھا۔ اور خاتم النبیین مساوی ہوں گے۔ کیونکہ عزیز مصر نے جو خواب دیکھا وہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ اور بالکل

درست اور سچا خواب تھا۔ علاوہ اس کے بہت سے امتی نبیؑ سے درجہ میں بالا ہونگے۔ کیونکہ کتب تصوف میں حضرت امام ابوحنیفہ اور بہت سے اولیاء اللہ کی نسبت لکھا ہے کہ کسی نے سو مرتبہ اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ اور کسی نے نوے مرتبہ کسی نے پچاس مرتبہ اور رسُول کریم نے صرف ایک مرتبہ تو سو یا پچاس مرتبہ حق تعالیٰ کو دیکھنے والے افضل ہوں گے۔ معراج جسمانی کو البتہ زندیق اہل فلسفہ جن کا اعتقاد ہر لحظہ بعد بدلتا رہتا ہے مستبعد جانتے ہیں۔ پہلے فلاسفر چونکہ آسمان کے جسم اور گردش کے قائل تھے۔ وہ کہتے تھے کہ آسمان کا خرق الیام محال ہے۔ اسوا سطے کوئی جسم ان میں سے گذر نہیں سکتا اور چونکہ یہ خود متحرک ہیں کسی ذیحرکت کے گذرنے میں ان کی حرکت میں اندازہ نہ رہیگا۔ یہاں تک میں نے لکھا تھا کہ مجھ کو ایک حکایت یاد آگئی ناظرین کی ضیافت طبع کیلئے درج کرتا ہوں۔ ایک فلسفی شہر کے کسی کوچہ میں جا رہے تھے کہ انہوں نے ایک دیوار پر گائے کا گوبر لگا ہوا دیکھا۔ کھڑے ہو گئے اور لگے فلسفی دلائل سے ثابت کرنے کہ گائے نے اس جگہ پر گوبر کسطرح کیا۔ کبھی تو دلائل صعودی سوچتے کہ گائے نے اپنی ٹانگیں بلند کی ہونگی۔ پھر اس کی تردید کرتے کہ ایسا نہیں ہوا کیونکہ گوبر زیادہ بلندی پر ہے۔ پھر دلائل نزولی کی طرف آتے اور فرماتے کہ گائے کو کوٹھے پر سے رسی ڈالکر لٹکایا گیا ہے۔ جب اس قیام پر پہنچی ہے تو اس نے گوبر کیا ہے۔ جب کچھ سمجھ میں نہ آیا دیر تک متحیر کھڑے رہے۔ اتفاقاً ایک عورت اس جگہ سے گذری اس نے دیکھا کہ ایک میاں صاحب دیر سے متحیر کھڑے ہیں۔ دریافت کیا کہ آپ کیوں حیران ہیں۔ فلاسفر صاحب نے فرمایا کہ میں حیران ہوں کہ گائے نے اتنے بلند دیوار پر گوبر کس طرح کیا۔ عورت نے کہا واہ میاں صاحب اتنی دیر حیران رہے۔ پہلے ہی کسی سے دریافت فرمالیتے۔ عورت نے تھوڑا سا گوبر لیکر چلایا جو دیوار پر جا لگا۔ میاں صاحب او ہو کہتے ہوئے چلدیئے۔ حال کے فلسفوں نے ثابت کیا ہے کہ نیلی نیلی صرف حد نظر ہے۔ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ زمانہ حال کے فلسفہ نے ان کے آسمانوں کی تردید کردی سوال خود بخود مردود ہو گیا اور رہا ایک متحرک لطیف جسم سے دوسرے جسم کا گذر جانا مشاہدہ ہے۔ دلیل کی ضرورت نہیں۔ تیز بہتے ہوئے پانی میں پتھر پھینکو تو پانی کی حرکت میں فرق نہ آئیگا۔ اور پتھر بھی اپنے منزل مقصود تک چلا جائے گا۔ غرض ان لوگوں کا بنایا ہوا قانون قرن بہ قرن سل بہ سال لحظہ بہ لحظہ بدلتا رہتا ہے۔ تو ایسے لوگوں کے خیال پر ایک ایمانی بات کا انکار کر دینا کس قدر عقلمندی ہے۔

ایک اعتراض معراج کی سُرعت پر کرتے ہیں۔ کہ اس قدر جلد سیر ممکن نہیں۔ حالانکہ اس وقت کا تجربہ اور علم بتلا رہا ہے۔ کہ اس قدر جلد سیر ممکن ہے۔ حسب قاعدہ ان فلاسفروں کے جو زمین کا چلنا ظاہر کرتے ہیں۔ زمین اٹھاون ہزار میل ایک گھنٹہ میں طے کرتی ہے اور توپ کے گولہ سے ایک سو بیس ۱۲۰ گنا تیز چلتی ہے

مگر کسی کو تفریق یا پریشانی نہیں ہوتی اور جن کے نزدیک زمین قائم ہے اور آفتاب چلتا ہے۔ آفتاب زمین سے دس کروڑ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جس کا مدار ساٹھ کروڑ میل کا ہوا اور ساٹھ کو چوبیس پر تقسیم کرنے سے ایک گھنٹہ میں اڑھائی کروڑ میل آفتاب کی حرکت ہوئی اور اس تیز حرکت میں آفتاب کے جسم اور اجزاء میں کوئی فرق نہیں آتا اور روشنی آفتاب سے ہم تک ایک منٹ میں ایک کروڑ بیس لاکھ میل کا فاصلہ طے کرکے آتی ہے اور روشنی بھی ایک جسم ہے۔ فی زمانہ جلدی، و سُرعت کے مسئلہ کو علم برقی نے ایسا روشن کیا ہے کہ کسی جسم کی سرعت پر کوئی اعتراض باقی نہیں رہا۔ جو لوگ ٹھوس جسم کا ہوا میں اڑنا محال جانتے تھے۔ کاش اس وقت زندہ ہوتے اور ہوائی جہازوں کا ہوا میں بلند ہونا ملاحظہ کرتے۔ پس جب انسانی صنعتیں ایک جسم کو ہوا میں سیر کراسکتی ہیں تو خالق اجسام کیلئے کیوں محال ہوگا آج کل کے فلسفی ایک یہ اعتراض بھی پیش کیا کرتے ہیں کہ ہر زندہ جسم دو ہواؤں میں قائم رہ سکتا ہے ایک اندرونی ہوا جو جسم کو تازگی بخشتی رہے اور ایک بیرونی ہوا جو جسم کو دبائے رکھے تو زندہ جسم وہاں تک سیر کرسکتا ہے۔ جہاں تک بیرونی ہوا کا دباؤ جسم پر ہے۔ جہاں پر یہ ہوا دبانے والی نہ ہو وہاں پر جسم پھٹ جاتا ہے۔ اور ذیحیات زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس کا سمجھنا کسی قدر مشکل ہے۔ مگر میں ایک سہل طریق سے سمجھائے دیتا ہوں۔ سینگی لگانے کیوقت ایک حصہ جسم سے بیرونی ہوا کو روکدیا جاتا ہے۔ تو اندرونی ہوا اس حصہ جسم کو ابھار دیتی ہے۔ اور اگر دیر تک سینگی لگی رہے تو اتنا حصہ جسم کا پھٹ جاتا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں کہ جہاں تک ہوا کا طبقہ ہے ذیحیات جاسکتا ہے۔ اس سے بالا چونکہ ہوا دبانے والی جسم کی نہیں ہے جسم قائم نہیں رہتا بلکہ تفرق انفصال ہوکر حیاتی فنا ہوجاتی ہے۔ اس کا جواب عرض کیا جاتا ہے۔ غور سے ملاحظہ ہو۔ یہ بات مسلم و محقق ہے۔ اور مشاہدہ اس کا شاہد ہے کہ صورت کاملہ صورت ناقصہ کے احکام استقلالیہ کو باطل کردیتی ہے۔ بعبارت آخری قوی اثر ضعیف اثر کو باطل کردیتا ہے مشہور ہے ہرچہ درکان نمک رفت نمک شد۔ نمک کا قوی اثر ہر شئی کے اثر کو باطل کرکے اپنا اثر کرتا ہے یعنی نمک بنالیتا ہے۔ پانی آگ پر رکھنے سے آگ کا قوی اثر پانی کے اثر کو باطل کرکے اپنا ہمرنگ بنالیتا ہے۔ پھر وہی پانی جو سرد تھا آگ کی طرح جلانے کا کام کرتا ہے۔ یہ اصول ہے اور مشاہدہ ہے۔ صورت ناقصہ صورت کاملہ کے ماتحت ہوجاتی ہے۔ جیسے اور جاندار میں انسان بھی جاندار یعنی حیوان ہے۔ مگر انسان ایسا حیوان نہیں ہے۔ جیسے کتا۔ گدھا۔ بیل۔ بلی۔ چوہا۔ انسان کھاتا ہے۔ مگر گھاس بھُس خاک نہیں کھاتا۔ انسان پیتا ہے مگر نہ کتے کی طرح چپڑ چپڑ کر خلاصہ یہ ہے کہ روح انسانی داخل ہونے سے افعال حیوانی انسان کے دوسرے حیوانات سے ممتاز ہوجاتے ہیں۔ انسان سے باعتبار حیوانیت کتے گدھے گھوڑے کے سے افعال صادر نہیں ہوتے۔ انسان میں تین چیزیں

ہیں۔ رُوح۔ نفس۔ جسم۔ نفس برزخ ہے درمیان رُوح اور جسم کے نفس کا ایک تعلق رُوح کیساتھ اور ایک تعلق جسم کے ساتھ ہے۔ کامل اور قوی رُوح اپنی صورت کاملہ سے نفس کو اپنا ہمرنگ بنالیتی ہے جب نفس رُوح ہوگیا تو رُوحانی افعال نفس کے صادر ہونگے۔ ایسا قوی نفس اپنی قوت کاملہ سے جسم کی صورت ناقصہ پر اثر کرکے اس کے استقلالیہ افعال کو باطل کردیگا۔ نفس کے ماتحت ہوکر اس جسم سے ایسے افعال صادر ہونگے جو رُوحانی ہوں بعبارت آخری یہ رُوح اور نفس بلکہ جسم پر اثر کریں گے اور اپنے قوی اثر سے جسم کی ثقالت کو محو کردینگے ایسا جسم رُوح کے معنی رکھتا ہوگا۔ اور رُوح کے اثرات اُس سے ظاہر ہوں گے۔ پس ایسا خاص جسم ہوا کے دباؤ کا محتاج نہ ہوگا وہ ہر جگہ اور ہر ہوا میں سیر کرسکیگا۔ پس رُوح نبوتی الٰہی سے اور کونسی رُوح قوی اور کامل ہوسکتی ہے۔ پھر جب یہ رُوح پاک ذات پاک الٰہی سے مجاورت رکھتی ہو۔ یہ اصول ذکر ہوچکا ہے۔ کہ قوی کی مجاورت سے ضعیف قوی کا ہمرنگ ہوجاتا ہے۔ اور ضعیف سے وہی افعال صادر ہونے لگتے ہیں۔ اسی کی طرف باری تعالیٰ نے سورۂ مبارکہ بنی اسرائیل میں اشارہ فرمایا ہے۔ سُبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔ پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی رات کے وقت اپنے بندہ کو مسجد حرام یعنی بیت اللہ سے مسجد اقصیٰ کی طرف۔ مسجد اقصیٰ بیت المقدس کو بھی کہتے ہیں۔ دراصل مسجد اقصیٰ اچھوتے آسمان پر مشہور ہے :۔ (باقی آئندہ)

# دوبارہ کھلی چٹھی بنام مدیر النجم لکھنؤ

ایک مطبوعہ اشتہار مذکورہ بالا عنوان سے منجانب جناب الحاج محمد اعجاز حسن صاحب محمدی مدابونی لکھنوی بغرض اندراج رسالہ الحافظ دفتر الحافظ میں وصول ہوا ہے جسکو ہم ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے بجنسہ یہاں نقل کرتے ہیں مدیر النجم میں اگر ذرہ بھر بھی صداقت ہے۔ تو اس کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کرکے جواب باصواب دیکر ممنون فرمائیں :۔ (مدیر)

بسم اللہ ولہ الحمد۔ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امابعد جناب معلی الالقاب مولوی عبدالشکور صاحب (مدیر النجم لکھنؤ) بعد ماہو المسنون واضح رائے عالی ہو کہ میں نے جناب کے نام ۸ اکتوبر ۱۹۲۵ء کے الناطق لکھنؤ میں کھلی چٹھی شائع کی تھی۔ کچھ توقف کے بعد سرگودہا پنجاب کے رسالہ المصلح میں اسکی یاددہانی کی گئی۔ مگر عالیجناب نے اس کا جواب حسب قرارداد شائع نہیں فرمایا چار مہینے قریب ختم پہنچے مگر صدائے برنخواست کا مضمون ہے۔ اگر جناب یہ ارشاد فرمائیں کہ ہم نے وہ چٹھی نہیں دیکھی تو لیجئے بصورت اشتہار میں اسی مضمون کو کچھ ترمیم کرکے حاضر خدمت کرتا ہوں اور عام طور سے اس کو شائع کرتا ہوں تاکہ جناب کو عذر کا موقع باقی نہ رہے جناب مدیر النجم صاحب جناب والا جہاں کہیں تشریف لے جاتے ہیں شیعوں کو خوب بدنام کرتے ہیں۔ اور اخبار و اشتہار کے ذریعہ سے مضا

تفرقہ اندازی شائع کر کے شیعہ اور سُنی جماعت میں خوب فساد پھیلاتے ہیں شیعوں کو مناظرہ اور رفع شکوک کی دعوت دیتے ہیں۔ میں جناب کی دعوت نہایت خوشی سے منظور کرتا ہوں۔ مناسب ہے کہ فیصلہ ہو جائے۔ آئے دن کی تو تو۔ میں۔ میں بند اور روز روز کے جارحانہ حملوں کا انسداد ہو جائے۔ میں تیار ہوں آپ میرے اعتراضوں کے جوابات دینے کیلئے مجھے رفع شکوک کا موقع دیجئے۔ سوالات میری جانب سے ہونگے اور آپ کی طرف سے جوابات۔ مگر اوّل بطور مقدمہ چند سوالات پیش کرتا ہوں۔ ان کا حل جواب عنایت فرمائیے۔ الزامی جوابات سے میری تسلی نہ ہوگی اور نہ حل مطلب معمے واضح ہوں گے۔ تا وقتیکہ آپ میرے سوالات مندرجہ کے جوابات عنایت نہ فرمائیں آپ مجھ سے کسی قسم کا سوال نہیں کر سکتے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ دنیا بھر میں آواز مناظرہ لگاتے پھرتے ہیں۔ اور لکھنؤ سے دار العلوم میں آپ بالکل خاموش ہیں۔ مناظرہ کے لئے یہاں ہر قسم کی سہولیت موجود ہے۔ ابتیار ہو جائیے۔ خواہ مخواہ غلط مضامین شائع کر کے روپیہ کمانا اور جا بجا فتنہ آمیز تقریریں کر کے شیعوں کی طرف سے سنیوں کو بھڑکانا صرف اس لئے ہے کہ روپیہ ہاتھ آئے۔ النجم چلے۔ نوکری نہیں چاکری نہیں پھر کنبہ کیونکر پرورش پائے۔ حضرت والا اس طرز عمل سے دنیائے چند روزہ حاصل کر لیجئے اور عقبیٰ خراب اس کے سوا اور کیا ہوگا۔ حضرات اہلسُنت ہمارا روئے سخن آپ کی طرف نہیں ہے۔ ہم صرف اپنے دشمن دین و ایمان کا استیصال کرنا چاہتے ہیں۔ جو آپکا بھی دشمن ہے۔ جیسا کہ آپ کے علماء کے فتوے سے ظاہر ہے۔ مولوی عبد الشکور صاحب آپ کے جتنے سوالات النجم میں شائع ہو چکے ہیں۔ اُن سب کے جوابات اصلاح دُرِ نجف۔ الشمس وغیرہ میں شائع ہو چکے جو دنیا نے دیکھ لئے جن کی وجہ سے بکثرت گمراہ راستے پر آ چکے اور آپ اُن کا جواب الجواب نہ دے سکے۔ لہٰذا آپ کا زعم اور آپ کی تعلی دکھانے کے لئے میں سوالات بھی پیش کروں گا اور ایسا ہی ہونا بھی چاہیئے کہ دعوت دینے والے آپ ہیں اور میں اپنے شکوک پیش کرنے والا ہوں۔ لہٰذا میدان میں آئیے۔

میں آپکو اطلاع دیتا ہوں کہ میں اصولی مسلک اجتہاد و تقلید کا قائل اثنا عشری ہوں۔ قرآنِ مجید پر ایمان کامل رکھنے والا اسے کتاب بلغی اور وحی آسمانی سمجھنے والا اس فرقۂ اسلامیہ سے وابستہ ہوں۔ جو اسلام کے اندرونی فساد کو مٹانے والا ہے۔ میں عام شیعوں کو اُن افعال و اقوال سے نفرت کرتا ہوں جو مذہب اثنا عشری کے برخلاف فرقہ اہلسنت کیلئے دلآزار ہوتے ہیں۔ اسی طرح میں ان باتوں سے بھی بیزار ہوں۔ جو قرآن و احادیث نبویہ مستفیضہ کے برخلاف اہلسنت کے نام نہاد ملاؤں کے زبان و قلم سے نکلکر اثنا عشری جماعت کیلئے موذی ہوتے ہیں۔

جناب مدیر صاحب میں آپ کے اصلی مذہب سے واقف نہیں ہوں وہی شہرت تو اس میں بڑا اختلاف ہے خطا معاف۔ کوئی آپکو مسلم کہتا ہے یعنی آپکی جماعت اور بکثرت علمائے اہلسُنت نے آپکے اسلام کے برخلاف فتوئے دیئے۔ بریلی میں کتاب الرجم برایڈیٹر النجم شائع ہو چکی بمبئی اور دہلی میں انیس علمائے احناف کا فتویٰ بصورت اشتہار واجب الاظہار ہزاروں کی تعداد میں چھپکر تقسیم ہو چکا ہے۔ تو پھر بتائیے کہ میں آپ کو حنفی کیونکر سمجھوں۔ پس ضروری ہوا کہ میں آپ کا مذہب مشخص کر لوں اور اپنے سوالات مرقومۂ ذیل کے جوابات شافیہ لے لوں۔ تب آپکے لہجہ میں آپ سے سوالات کروں۔ لہٰذا آپ بہت جلد اپنے عروس مذہب کے چہرہ سے نقاب اُلٹیئے۔ پھر مجھ سے دو دو باتیں کیجئے۔

**پہلا سوال** ۔ قصور معاف جناب والا دہریہ ہیں یا نیچری۔ ناصبی ہیں یا خارجی۔ وہابی ہیں یا قادیانی۔ اہل قرآن ہیں یا اہلحدیث مقلد ہیں یا غیر مقلد مسیلمہ نجدی کے پیرو ہیں یا لا مذہب۔ مذاہب مذکورہ میں سے جو آپ کا مذہب ہو اُسے واضح کر کے اس مذہب کے مشہور اور مسلم لیڈر کی تصدیق دکھائیے۔ ورنہ دعوائے بے دلیل قبول نہ ہوگا۔ نیز باقی مذاہب مندرجہ بالا کے متعلق فرداً فرداً مع دلیل اپنی رائے لکھئے کہ آپ کے نزدیک برحق ہیں یا باطل۔

**دوسرا سوال** ۔ بالفرض اگر آپ حنفی مسلمان ہیں۔ تو بکثرت علمائے احناف نے آپ پر فسق و کفر کا فتویٰ کیوں دیا۔ بریلی میں الرجم سے آپ کے مذہب پر کیوں سنگباری ہوئی۔ بمقام بمبئی ۱۹۱۸ء میں پھر دہلی اور لکھنؤ میں علمائے اہلسنت کا متفقہ فتویٰ بصورت [illegible] فسق و کفر پر

پر کیوں نکلا مشاہیر علمائے اسلام نے مسلمانوں کو آپ کا لیکچر اور وعظ سننے اور آپکے ساتھ جماعت پڑھنے سے کیوں روکا۔ النجم سے قطع نظر کیجائے۔ تو اشتہار واجب الاظہار میں انہیں علمائے اسلام کے نام موجود ہیں۔ منجملہ ان کے مولوی احمد رضا خانصاحب مرحوم۔ مولانا مفتی مولوی محب احمد صاحب مرحوم۔ مولانا عبد القدیر صاحب حنفی قادری بدایونی دام فیوضہ۔ مولوی عبد الماجد صاحب حنفی بدایونی۔ مولوی مفتی محمد ابراہیم صاحب حنفی شہرۂ آفاق ہیں پھر جب ایسے ارباب حل وعقد کا اجماع آپکے فسق وکفر پر ہو چکا تو ہم اثنا عشری ہوکر آپکو کیسے مسلمان سمجھ لوں۔ کیا آپکے نزدیک اجماع باطل ہے۔

**تیسرا سوال**۔ کیا جناب نے کبھی زبان یا قلم سے اہلسنت کے آئمہ اربعہ کی شان میں دریدہ دہنی فرمائی ہے یا نہیں پس اگر جناب کا دامن عصمت اس بد نماد ہبہ سے پاک ہے تو پھر علمائے احناف نے کیوں آپ کو آئمہ کی شان میں گستاخی کرنے والا لکھا ہے۔

**چوتھا سوال**۔ کیا جناب اُن گناہوں سے تائب ہوگئے جنکی وجہ سے علمائے اسلام کے دربار سے خلعت فسق وکفر آپ کو ملا تھا۔ اگر ایسا ہے تو بہت جلد انہی علماء کی توثیق اپنے توبہ نامہ پر شائع کیجیے۔ اگر تمام علماء کے دستخط حاصل کرنا دشوار ہو تو صرف بعض کی تصدیق دکھا دیجیئے۔ اور میں تو صرف مولانا مولوی عبد القدیر صاحب حنفی قادری چشتی۔ بدایونی اور مولوی مفتی محمد ابراہیم صاحب حنفی کی تحریر کافی سمجھ لونگا۔ بغیر اس کے نہ میں آپ کا زبانی دعوی تسلیم کرسکتا ہوں اور نہ آپ کی جماعت کا۔

**پانچواں سوال** جبکہ آپ علمائے احناف کے متفقہ فتوے سے فاسق وکافر ہو چکے تو کیوں آپ اسلامی فرقوں کی نزاع میں دخیل ہوتے ہیں۔ خواہ مخواہ ایک کی طرفداری اور دوسرے کی دل آزاری کرتے ہیں۔ حنفی فرقہ آپکو حنفی کیسا مسلمان ہی نہیں سمجھتا۔ تو ہرگز آپ کو جائز نہیں ہے۔ کہ آپ حنفی بنکر شیعوں سے چھیڑ چھاڑ کریں۔ اگر کوئی ملحد کسی مسلم کا طرفدار بنکر آپ کا مقابلہ کرے تو آپ ہرگز اُس کے دخل بیجا کو پسند نہ فرمائیں گے۔ پھر آپ کیوں دخل دیتے ہیں۔ لہذا اول اپنا حنفی ہونا العلماء مزبور ثابت کیجیے تب دخل دیجیئے ورنہ شیعہ اور سُنی دونوں اسلامی فرقے آپکے طرز عمل کو افساد و فتنہ پردازی پر محمول کریں گے۔

**چھٹا سوال**۔ جناب نے اپنے النجم جلد ۳ نمبر ۳ مجریہ ماہ صفر ۱۳۲۸ھ میں حضرات آئمہ اہلبیت علیہم السلام کو شیعوں کا خود ساختہ امام لکھا ہے پس سوال یہ ہے کہ جب آپ علمائے اسلام کے متفقہ فتوی سے کافر ہو چکے تو یہ جملہ دلخراش اور فقرہ معشر عاآئمہ معصومین کے لئے عموماً اور مومنین شیعوں کے لئے موذی اور عموماً اہل اسلام کے نزدیک قابل ملامت ہو کر فتنہ پردازی پر کس لئے محمول نہ ہو۔ آمادہ ہو جائیے کہ آپ کا مذہب مشخص ہونے کے بعد ہم بھی اس فقرہ کو آپ کے بزرگوں کے لئے صدلائے گنبدٗ بنائیں گے۔

**ساتواں سوال**۔ بتلائیے کہ فقرات مندرجہ ذیل آپ کے نزدیک مہذب ہیں یا سوقیانہ بلکہ ملحدانہ ہیں۔ پس اگر مہذب ہیں تو اسی نوعیت کے جملے سننے کے لئے تیار ہو جائیے ورنہ پھر آپ نے ایسی خرافات سے اپنے النجم کو کس لئے منحوس بنایا۔ ملاحظہ ہو النجم جلد ۳ نمبر ۳ ص ۱۰ "تمہارا مذہب توبد تر سے بدتر ہے شیعہ طفل کمتب نے جھک مارا ہے۔ کیا آنکھوں پر عبد غدیر کی پٹی بندھی ہوئی تھی۔ چلو بھر پانی میں ڈوب مرے۔ بندہ ابن بے سند جھوٹ بولتے وقت تجھے شرم بھی نہ آئی تم تعزیہ پر لعنت بھیجیں گے"۔

**آٹھواں سوال**۔ اپنے النجم نمبر مذکور میں خوجگان کلکتہ کے تذکرہ میں لکھا ہے۔ **البتہ مولوی نجم الحسن صاحب مجتہد لکھنؤ اس نقل کے جلسہ میں آچکے ہیں**۔ مدیر صاحب آپ نے بالکل بے اصل خبر شائع کی ہے۔ اگر آپ کے زعم میں یہ خبر سچی ہے۔ تو مومنین کلکتہ کی مصدقہ برہان پیش کیجیئے ورنہ یہی متصور بلکہ محقق ہوگا۔ کہ آپکے پرچہ میں الہی ہی بے تکی باتیں اور مزخرفات بلکہ خرافات اور دروغ آمیز اگلا کرتی ہیں ●

میں آخر میں التماس کرتا ہوں کہ سوالات مندرجہ بالا کا استفسار سے جواب دیکر ہم کو رفع شک کا موقع دیجئے۔ ہم آپکی دعوت وتبلیغ منظور کرتے ہیں اور جبتک فیصلہ نہ ہو جائے آپ لکھنؤ سے قدم نہ نکالئے اور کسی قسم کا فتنہ پرداز مضمون شائع نہ کیجئے۔ اور اگر ہم کو

لاہور پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام میاں فیروز الدین پرنٹر چھپا